۷۸۶

الحمد للّٰہ یہ رسالہ مبارکہ جسمین عدم جواز حلق لحیہ یعنی داڑھی منڈوانے کی حرمت واضح طور پر
بیان ہوئی ہے اور جو جو وعیدین آئی ہین اُنکا محققانہ بیان معہ ردّ اعتراضات
داہیہ مخالفین ضالّین بھی درج ہوا ہے

مسمّٰی بہ

نزہۃ المقال

فی

لحیۃ الرجال

از تصنیف لطیف تالیف منیف حضرت حامی سنت مولانا مولوی سید محمد سلیمان اشرف
صاحب بہاری مرداری سلمہ اللّٰہ ذو الایادی

حسب فرمایش برادر مولوی سید وزیر الدین احمد صاحب ساکن موضع اوکھدی

باہتمام خادم اہلسنت عبد الوحید عفی عنہ

باراول ۵۰۰ جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی خَصَّ المُؤمِنِینَ بِقَلبٍ سَلِیمٍ وَهَدَاهُم
اِلیٰ صِرَاطٍ مُّستَقِیمٍ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ حَبِیبِہِ
الَّذِی فَازَ مَن سَلَکَ نَهجَهُ القَوِیمَ وَمَن عَصَاہُ فَقَد
هَوَیٰ فِی جَحِیمٍ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصحَابِہِ الَّذِینَ فَیضُهُم عَمِیمٌ

امابعد معترف بعصیان ہیچمدان خادم الطلبا محمد سعید سلیمان اشرف
ابن حکیم عبداللہ مرحوم متوطن قصبۂ بہار محلہ میرداد خاص و عام اہل اسلام کے
خدمت مین منظہر مرام ہے کہ ایک مولوی جو اسی قرب و جوار کے رہنے والے ہین ۔
بالفعل میرے محلہ مین بذریعہ نوکری قیام پذیر ہین انکو داڑھی منڈانے مونچھ بڑھانے
پر بہت اصرار ہے اس محلہ کے بعض بزرگ نیک کردار مصلحت شعار نے اُن سے
بسہولت کہا کہ مولوی صاحب حدیث شریف مین داڑھی رکھانے مونچھ تراشنے کے باب
مین تاکید شدید وارد ہے شارع نے اُسکو شعار اسلام قرار دیا ہے اسی لئے
صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور اُنکے بعد کے متقی مسلمان مین سے کوئی اس فعل کا
تارک نہین ہوا مگر ہان اس زمانہ کے آزاد منش و بے قید لوگ جو نیچریت
و انگریزیت پر فخر و ناز کرتے ہین وہ بے باک البتہ تارک شعار اسلام ہین

لیکن آپ تو بخطاب مولوی مشہور ہین آپ کے لئے یہہ فعل نہایت قبیح و ناز یبا ہے سے چو کفر

از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔ عوام کے لئے آپکا یہہ فعل سند ہوجائیگا رفتہ رفتہ بہت لوگ

ہمنود صورت نصاریٰ سیرت بن جاوینگے پس خدا کے لئے اس عادت کو چھوڑئے اور عوام کی

حال پر رحم کیجیئے ۔ مولویصاحب مذکور نے فرمایا کہ شرعاً یہہ فعل جائز و مباح ہے ، اسکی ممانعت شرع

سے ثابت نہین ہے ۔ مگر ہان اس زمانے کے متعصب مولوی اس فعل کے مرتکب کو عاصی و خاطی

بلکہ فاسق ٹھراتے ہین پس یہہ خبر جب مجھے پہونچی تو چند علمائے نامی و فضلائے گرامی سے اس مسئلہ مین

فتویٰ طلب کیا ۔ ہر ایک نے جواب باصواب بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ لکھا جواب وہ مولویصاحب

کو دیا گیا ، چونکہ اونکی طبیعت و خواہش کے خلاف تھا تسلیم نہین کیا بلکہ چند اعتراضات و کچھہ شبہات

اپنے فہم کے مطابق لکھہ کر مجھے دیا ۔ مین نے اوسکا جواب بھی پیش نظر کیا غرض یہہ سلسلہ طرفین سے چند بار

جاری رہا بعد ازان چند ماہ تک وہ خاموش رہے بالفعل اونکی ایک تحریر پانچ چھہ ورق کی میرے

پاس پہونچی اوسکو جو بغور و تامل دیکھا تو سرپا غلط و لغو پایا ۔ ہر جملہ اونکی قابلیت و علمیت کی قلعی کہولتا

اور طرفہ یہہ ہے کہ اونکو اس تحریر پر بہت بڑا ناز و فخر ہے اپنے ہم خیالون مین بخوشی تمام بیان کرتے ہین کہ

اسکا جواب لکھنا سخت مشکل ہے کیونکہ مین نے اپنے دعوی کے ثبوت مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا ہے

جب یہہ حال مجھے معلوم ہوا تو خیال گذرا کہ اس تحریر پر تردید کا معقول جواب اگر نہین لکھا جائیگا تو

اونکے ہم خیال یقین کرینگے کہ بیشک ہمارے مولانا حق پر اور جمہور علمائے اسلام ناحق پر ہین ۔ لہٰذا

بپاس حمایت اسلام و تائید ملت نبی علیہ السلام تحریر جواب کے لئے قلم اوٹھاتا ہون اور مشمولی اس جواب

انکے پہلے اعتراض کا جواب جو مولوی عبد الواحد خانصاحب نے لکھا تھا اوسکو بھی درج کرتا ہون

اور آخر مین جناب محمد ابراہیم صاحب آروی اور جناب عبد اللہ صاحب گیلانی کے دو فتوی جو

بدلائل کتب فقہ و حدیث مدلل ہین بخیال منفعت عام اہل اسلام لاحق کرتا ہون اور مولویصاحب

بغرض الزام دفع تعصب مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

مذکور کو مخاطب ٹھراکر اونکے تحریر کی تردید کرتا ہون اور خالق ارض وسماوات سے مدد چاہتا ہون علیہ

نتوکل وبہ نستعین **قولہٗ** حدیث خالفوا المشرکین مین وجوب نہین ہے **اقول** کتب اصول کی

عبارت اور علامہ نووی کی تحقیق جو آپ نے آگے چلکر نقل کی ہے اوسی سے ہم ثابت کردینگے کہ امر مطلق

وجوب کے لئے ہے تہوڑا صبر کیجئے۔ اور اس دعوی پر کوئی دلیل نہین لکہی پس بلا دلیل مجرد آپکا دعوی

قابل اعتبار کیونکر ہوگا ؎ دعوی بلا دلیل قبول خرد نہین ؎ اور ہم پوچھتے ہین کہ جب شارع نے بصیغہ

امر فرمایا کہ داڑھی منڈانے مین تم مشرکین کی مخالفت کرو یعنی وہ نہین رکہتے ہین تم رکہو پس آپ ہی

بتائیے کہ مشرکین کی موافقت باوجود امتناع شارع کون کریگا مومن متقی یا فاسق شقی۔ اور جب اس

فعل مین مخالفت مشرکین کا حکم ہوا تو موافقت مشرکین ضرور ممتنع ہوگی ورنہ حکم مخالفت بیکار رہے۔ اور

قرآن شریف مین اللہ تعالی فرماتا ہے۔ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔ یعنی جس چیز سے تمکو رسول منع کرین اوس سے

باز آؤ۔ اور آگے چلکر آپ نے تسلیم کرلیا ہے کہ قرآن مین صیغہ امر وجوب کے لئے آتا ہے پس نتیجہ یہہ نکلا کہ داڑھی

منڈانے سے باز رہنا واجب ہے۔ وہذا ہو المطلوب **قولہٗ** جب یہہ حدیث پایہ صحیح سے گذر گئی تو آپکو

چاہیئے تھا کہ دوسرے راوی کے روایت سے کوئی حدیث باین الفاظ دیتے **اقول** داڑھی بڑھانے

اور موچھہ ترشوانے کی تاکید مین صحیح بخاری وصحیح مسلم کی حدیث جو بچند اسناد متعدد صحابہ سے مرفوعًا

مروی ہے اور بطور سند ودلیل پیش کی گئی ہے۔ کیا اوسی حدیث کو آپ پایہ صحت سے گراتے ہین یا کسی

دوسری کتاب کی حدیث کو۔ بر تقدیر اول آپ اہل سنت سے خارج ہین کیونکہ تمام اہلسنت کا اس

بات پر اتفاق ہے کہ صحیحین کی کل حدیثین صحیح ہین کسی مین ضعف نہین ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث

دہلوی علیہ الرحمہ کی شرح سفر السعادت اور شرح مشکوٰۃ فارسی وعربی ومولانا قطب الدین محدث

دہلوی کی مظاہر الحق اور مولانا شاہ عبد العزیز وشاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ کی بستان

المحدثین اور مسوی شرح موطا دیکہیئے۔ اور اگر دوسری کتاب کی حدیث کو غیر صحیح بتاتے ہین تو وجہہ

ضعف بیان کرتے اور بالفرض اگر وہ ضعیف بھی ہو توکیا نقصان ہے کیونکہ ہم اوس سے استدلال

نہین کرتے ہین۔ صرف حدیث صحیحین جو متعدد طرق سے مروی ہے وہی ہمارے اثبات دعوی کے لئے

کافی وافی ہے **قولہ** قال علیہ السلام تکثر لکم الاحادیث بعدی فاذا روی لکم عنی حدیث فاعرضوہ علی

کتاب اللہ فان وافق فاقبلوہ وما خالف فردوہ **اقول** یہہ حدیث کس کتاب کی ہے اور اسناد

مین کون کون راوی ہین اور محدثین سلف جو جواہر حدیث کے نقاد تھے کھرے کھوٹے مین تفریق کرتے

تھے اون مین سے کس نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اگر آپ سے یا آپ کے ہم خیال سے ہوسکے

تو ہر امر کو بدلیل ثابت کیجئے ورنہ حدیث موضوع نقل کرنے سے باز آئیے۔ بالفرض اس حدیث

کو ہم صحیح مان بھی لین تو آپ کے لئے مفید مطلب نہین ہے کیونکہ اسکا مطلب تو یہہ ہے کہ جس حدیث

کو تم خلاف قرآن پاؤ اوسکو قبول نکرو مثلاً ایک چیز قرآن مین حلال ہے اور حدیث سے اوسکی حرمت

ثابت ہو یا بالعکس تو ایسی حالت مین حکم قرآن کو حکم حدیث پر مقدم کرو پس آپ ہی بتائے کہ حدیث

صحیحین جس مین داڑھی رکھنے کا حکم ہے وہ کونسی آیت قرآن کے مخالف ہے تا اوسکو چھوڑ کر آیت قرآن

پر عمل کیا جائے۔ ہان لکھنو کے بعض بیباک شہدے آیت کریمہ۔ کلا سوف تعلمون کا ترجمہ اسطرح

بیان کرتے ہین کہ۔ کلے کو صاف رکھو۔ شاید آپ نے حدیث صحیحین کو اسی آیت کی خلاف سمجھا ہے

بہرکیف جس حدیث کو آپ نے اس جگہ نقل کیا ہے اوسکا موضوع ہونا ہم ثابت کر دیتے ہین۔ دیکھئے

مشکوۃ کے باب الاعتصام مین ہے عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلعم لا الفین احدکم متکیا

علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ۔

رواہ احمد و ابو داؤد والدارمی وابن ماجہ والبیہقی ترجمہ ابو رافع صحابی سے روایت ہو کہا کہ

رسول خدا نے فرمایا کہ مین تم مین سے کسیکو ایسی حالت پر نہ پاؤن کہ وہ تکیہ لگائے ہوئے مسہری

پر بیٹھا ہو پھر اوسکے پاس میرے حکم مین سے کوئی حکم پہونچے جسکے نسبت مین نے حکم کیا ہے یا منع کیا ہے

تو وہ کہنے لگے کہ ہم یہہ سب نہین جانتے ہین جو کچھہ ہم قرآن مین پائین گے اوسکی پیروی کرینگے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور ابوداؤد اور دارمی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کی ہے۔ اور یہہ دوسری حدیث بھی مشکوٰۃ ہی مین ہے عن المقدام بن معدیکرب قال قال رسول اللہ صلعم الا انی اوتیت القرآن مثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ صلعم کما حرم اللہ رواہ ابوداؤد والدارمی وابن ماجہ۔ ترجمہ مقدام بن معدیکربؓ صحابی سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ آگاہ رہو کہ مجھے قرآن ملا ہے اور قرآن کے ساتھہ مثل قرآن دیگر احکام ملے ہین آگاہ رہو قریب ہے کہ مرد آسودہ اپنی مسہری پر بیٹھا ہوا کہیگا کہ تم پر صرف اس قرآن کی پیروی لازم ہے پس جس چیز کو اس مین حلال پاؤ اوسکو حلال سمجھو اور جس چیز کو اس مین حرام پاؤ اوسکو حرام ٹھہراؤ۔ حالانکہ جس چیز کو رسول خدا صلعم نے حرام کیا ہے وہ ویسا ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ دیکھو ان دونون حدیث کا مضمون آپکی حدیث موضوع کی کیسی تردید و تکذیب کر رہا ہے۔ علاوہ برین صدہا بلکہ ہزارون چیزین ایسی ہین جنکی حلت یا حرمت صرف نبی کریمؐ کی امر و نہی سے ثابت ہے اور قرآن مین کوئی حکم اونکی نسبت مذکور نہین ہے تو کیا آپ خلاف قرآن سمجھہ کر اونکو حلال یا حرام نہین سمجھین گے اگر طول کا خیال نہوتا تو سو پچاس مثالین اس مقام پر ہم نقل کر دیتے **قولہ** اگر آپ اس حدیث مین خلاف راویکی سند دے سکتے ہین تو دیجئے ورنہ کتاب اللہ کی موافقت دکہلائیے **اقول** ہم تو حدیث صحیحین کو سند مین پیش کرتے ہین اور اگر کسی دوسرے کتاب کی حدیث کے راوی مین کسی نے کچھہ کلام کیا ہو تو کوئی نقصان نہین ہے کیونکہ اوس حدیث سے ہم استدلال نہین کرتے ہین اور جو یہہ آپ نے لکھا ہے کہ ورنہ کتاب اللہ کی موافقت دکہلائیے اسکا جواب ہم آگے لکھہ چکے ہین اور پھر آپ سے پوچھتے ہین کہ داڑھی رکھنا اگر قرآن کے موافق نہین ہے تو مخالف ہوگا۔ اور

جب مخالف ہے تو اوس آیتکو بتا دیجئے جسکے مخالف یہہ فعل ہے اور جب مخالف قرآن ہے تو رسول کریم صلعم اور جملہ صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و جمہور محدثین و عام مومنین صالحین و اولیاء کرام نے داڑھی رکھہ کر قرآن کی مخالفت کی۔ نعوذ باللہ من ذالک یہہ نتیجہ بد آپکے اوس قول باطل کے لکھنے سے پیدا ہوا سچ فرمایا اللہ تعالی نے کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم یعنی فاسقون کے منہہ سے بہت بھاری بات نکلا کرتی ہے۔ **قولہ** اور طریقہ سب پیغمبرون کا جو آپ فرماتے ہین قابل غور ہے کہ طریقہ پیغمبران سلف ہمارے لئے دلیل و سند ہے یا نہین **اقول** آپ فتح الباری شرح بخاری اور نووی شرح مسلم دیکھئے۔ علماء سلف کا یہہ مذہب ہے کہ انبیاء سابقین کے جس فعل کو رسول کریم نے بلا انکار بیان کیا اور آپنے پسند کیا تو دونون صورت مین وہ فعل اس امت کی حق مین مشروع ہے۔ اور جب یہہ مسلم ہے کہ خود ہمارے نبی صلعم کا یہہ فعل دائمی تھا تو اب دوسرے انبیاء کے فعل سے بحث کرنیکی حاجت باقی نہین رہی **قولہ** مولانا نووی مدظلہ شرح صحیح مسلم جلد ثانی باب صفۃ شعرہ صلعم مین جسکا صفحہ ۲۵۰ چھاپہ نولکشوری ہے دیکھہ لیجئے فرماتے ہین قال الآخرون بل ہذا دلیل انہ لیس بشرع لنا الخ۔ موخرین نے کہا ہے کہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے لئے شرع نہین ہو سکتی **قول** اس عبارت سے قبل کی عبارت مین جمہور علماء اسلام کا مذہب مذکور تھا اور آپکو خلاف تھا اوسکو چھوڑکر قال الآخرون سے نقل کر دیا پھر کیفیت جس عبارت کو آپ نے نقل کیا ہے اوسکا مطلب بباعث بے علمی و کج فہمی آپ نے یہہ سمجھا ہے کہ جتنے افعال واحکام انبیاء سابقین کے دین مین مشروع تھے اون مین سے کوئی فعل و حکم ہمارے حق مین مشروع نہین ہو سکتے ہین اگرچہ ہمارے نبی نے بھی اوس پر عمل کیا ہو اسی کج فہمی کے سبب آگے چلکر آپ لکھتے ہین کہ ب بجز سر بال رکھنا اور کنگھی کرنا اور پیغمبرون کا طریقہ تھا جسکی اتباع حضرت صلعم نے فرمایا اور یہہ ہمارے لئے شرع نہین ہے تو یہہ داڑھی رکھنا کیون ہمارے لئے

انتہی۔ اس قول سے صاف ظاہر ہے آپ نے یہی سمجھا ہے کہ دین محمدی و دین ابراہیمی وغیرہ
مین مبائنت کلی و مخالفت تامہ ہے جس امر کے نسبت ثابت ہو جائے کہ یہہ ادیان سابقہ پر
مشروع تھا وہ امر دین محمدی مین مشروع نہین ہو سکتا ہے اگرچہ ہمارے نبی کا عمل دائمی اوسپر
ہوا ہو۔ نعوذ باللہ ایسے قول کا قائل ضرور ملحد و کافر ہے کیونکہ قرآن مین صدہا آیتین ایسی ہین
جس سے دین محمدی و ادیان سابقہ کی موافقت صدہا مسائل مین ثابت ہوتی ہے اللہ تعالی
فرماتا ہے۔ قل بل نتبع ملتہ ابراہیم حنیفا۔ یعنی اے نبی تو کہدے کہ مین تو ابراہیم کے دین کی
پیروی کرتا ہون اسی لئے دین محمدی کو دین ابراہیمی کہتے ہین اور تعجب ہے کہ اس بیباک نے
اتنا نہین سوچا کہ اگر یہہ فعل ہمارے لئے مشروع نہین ہے تو حضرت صلعم اور صحابہ و تابعین
و ائمہ و اولیاء صالحین جو اس فعل کے عامل تھے تو کیا اون سب نے فعل غیر مشروع پر عمل کیا اور
اس آزاد نے یہہ بھی نہین خیال کیا کہ داڑھی رکھنے اور مونچھ تراشنے کو جو ہم اور پیغمبرون کا طریقہ
ٹھہرا کر امت محمدیہ کے لئے غیر مشروع ٹھہراتے ہین تو ختنہ کرنا ناخن تراشنا موئے زیر ناف مونڈنا
بغل کا بال دفع کرنا استنجا لینا وغیرہ وغیرہ بھی تو انبیاء سابقین کا طریقہ تھا تو میرے حق مین
یہہ سب بھی تو غیر مشروع ہو جائینگے اور جب غیر مشروع ہوئے تو مولانا آزاد کی شکل بعینہ خرس
یا بوزنہ کی سی بن جائیگی انسان سے حیوان وحشی ہو جائینگے۔ حضرت سعدی نے سچ فرمایا ہے
؎ ز جاہل نہ آید جز افعال بد ٭ و زو نشنود کس جز اقوال بد ٭ اور اس دشمن عقل نے
اتنا نہین خیال کیا کہ امت محمدیہ کے حق مین طریقہ محمدیہ وہی ہے جو حضرت کا قول و فعل و تقریر
ہے خواہ انبیاء سابقین کے قول و فعل کے موافق ہو یا مخالف اور اگر دین محمدی مین مخالفت
کی قید لگائی جائے تو معاذ اللہ دین مین عمل خیر باقی نہ ہے کیونکہ صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ و دیگر
اعمال حسنہ کل انبیاء سابقین کے دین مین تھا اور ہے غرض انبیاء اہل کتاب کے ادیان

مین جو باہم کسیقدر اختلاف ہے تو صرف بعض بعض فروعات مین ہے ورنہ اصول دین و اعمال صالحہ مین سب متفق ہین۔ اب ہم علامہ نووی کی عبارت کا اصل مطلب لکھتے ہین جس مین تحریف کرنے سے مجیب چاہ ضلالت مین جا گرا۔ علامہ ممدوح کا یہہ مطلب ہے کہ جو فعل انبیاءٔ سابقین کے دین مین مشروع تہا اور دین محمدی مین اوسکے نسبت کوئی حکم جواز یا عدم جواز کا نہین پایا جاتا ہے تو ایسا فعل دین محمدی مین بھی مشروع رہیگا یا نہین اسمین علماء اسلام اختلاف کیا ہے جمہور کا یہہ مذہب ہے کہ ہمارے لئے بھی مشروع ہوگا کیونکہ اللہ تعالٰے نے ہمارے حضرت کو انبیاء سابقین کی پیروی کرنیکا حکم فرمایا ہے قرآن شریف مین ہے فبہدٰہم اقتدہ یعنی اے محمدؐ تو انبیاء سابقین کی راہ کی پیروی کر۔ اور بعض علماء کہتے ہین کہ ہمارے لئے مشروع نہین ہے کیونکہ ہمپر اطاعت اپنے نبیؐ کی لازم ہے نہ انبیاء سابقین کی **قولہ** آپنے تیسری حدیث مین۔ جزوا الشوارب واحفوا اللحی خالفوا المجوس لکھا ہے اور امر کا صیغہ فرمایا ہے **اقول** جزوا۔ اور احفوا۔ اور خالفوا۔ بیشک جمع مذکر حاضر صیغہ امر ہین۔ صرف ونحو کی ابتدائی کتابین جس نے پڑھی ہین وہ ضرور اسکی تصدیق کریگا۔ آپکو اگر کچہہ صرف ونحو کے قواعد یاد ہون تو بتلائے کہ یہہ تین لفظ کیا ہین۔ اسم یا فعل۔ یا حرف نیز انکے حروف اصلی جنکو مادہ کہتے ہین کون کون ہین اور آخر مین تینو صیغون کے جو واؤ موجود ہے یہہ کیسا واؤ ہے۔ اللہ اکبر یہان تک نوبت جہل کی پہونچ گئی کہ جو صیغہ نہ بتلا سکے۔ اسم فعل حرف مین امتیاز نکرے۔ وہ قرآن وحدیث کے مطلب بیان کرنے مین بکمال شوخی و دلیری جمہور علماء مجتہدین ومحدثین کی مخالفت پر کمر باندھے اور اپنے زمانے کے عالمون سے مناظرہ کرنے پر مستعد ہو جائے اور اپنے فہم باطل کے مقابلہ مین اون علماء کاملین کو جنکی علم وفضل وتحقیق پر خاص وعام کا اتفاق ہے خاطی و کج فہم سمجھے ؎ آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند۔ در جہل مرکب

ابدالدہر یماندہ؀ **قولہ** اگر امر مراد لیتے ہین تو اس سے اس حدیث کے مخاطب کو عمل کرنا ضرور ہے
اقول ہم تو پہلے ہی لکھہ چکے کہ وہ تینون صیغے امر کے ہین پس یہہ کہنا کہ اگر امر مراد لیتے ہین الخ
آپ کی علمیت کی دلیل ہے امر سے امر مراد لینا چہ معنی دارد ہان اسطرح لکھتے کہ اگر آپ صیغہ امر
کہتے ہین تو الخ خیر یہہ تو عدم قابلیت کے سبب لکھا لیکن اے جناب اگر و مگر لگا کر جملہ شرطیہ جو آپنے
بنایا ہے اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ آپ امت محمدیہ کے تہتر فرقہ سے خارج ہین کیونکہ آپکا یہہ عقیدہ
ہے کہ قرآن و حدیث مین جتنے احکام بصیغہ امر حاضر وارد ہین اون پہ عمل کرنا صرف اون مسلمانون
پر واجب تہا جو بوقت نزول وحی اوسکے مخاطب تھے اور بعد والے مسلمان جو پیدا ہوئے یا ہونگے
وہ سب چونکہ بوقت حکم مخاطب نہ تھے لہذا اون پر تعمیل حکم واجب نہین خوب یاد رکہیے کہ تہتر فرقہ
مین سے کسی فرقہ کا یہہ مذہب نہین ہے کیونکہ یہہ صریح کفر و الحاد ہے اس قاعدہ سے روزہ نماز حج زکوٰۃ
کہ ان سبکا حکم بصیغہ امر حاضر ہوا ہے بعد صحابہ کے کل مسلمان سے ساقط ہو جائینگے کسی پر واجب و
لازم نہ رہین گے اور یہہ کسی فرقہ کا مذہب نہین ہے ۔ خیر کچھہ ہو یا نہو لیکن آپکی آزادی کی وسعت
جو پہلے تنگ تھی اب زیادہ پہیل جائیگی ۔ آیت کریمہ حرمت علیکم امہاتکم و بناتکم الخ مین آپ اپنے
قاعدہ کے رو سے ضرور فرمائینگے کہ یہہ خطاب حضرت کے زمانے کے مسلمانون کے ساتھہ مخصوص
تہا ۔ دیکھیے اس قاعدہ نے آزاد خیالون کے لئے امہات و بنات کے ساتھہ نکاح کرنے کو حلال
کر دیا علاوہ برین اور بھی بہت سی چیزون کو حلال کر دیگا جنکا نام سنکر آپ شرمائینگے **قولہ**
اور اگر جمع ہے تو سخت تعجب ہے کہ عالم ہو کر اسقدر غلطی کرے **اقول** صیغہ امر کا جمع ہونا جو
آپ نے محال و غیر ممکن سمجہا ہے ۔ یہہ آپ کی قابلیت کی دلیل ہے پس معلوم ہو گیا کہ آپ میزان
بھی بھول گئے لیجیے اب میزان کا آموختہ پڑھیے ۔ بحث امر حاضر معروف ۔ اِفعل اِفعلا اِفعلوا اِفعلی
اِفعلا اِفعلن ۔ اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ صیغہ امر واحد و تثنیہ و جمع و مذکر و مؤنث سب ہوتا ہے

ذرا انصاف سے کہنا کہ کسکی غلطی تھی عالم کی یا آپکی **قولہ** اس سے صاف اضافت پائی جارہی ہے جسکو آپ بصیغہ امر تاویل کر رہے ہین **اقول** ہم آپ کے علم و فضل کی کہان تک تعریف کرین میرے وہم و خیال سے آپ بہت زیادہ محقق و قابل ہین بہرکیف جزوا الشوارب اور احفوا اللحی اور خالفوا المجوس مین جب ترکیب اضافی ہے تو ہر ترکیب مین پہلا لفظ ضرور اسم ہوگا کیونکہ مضاف ہمیشہ اسم ہوتا ہے اور اسم کے تین قسم ہین۔ مصدر۔ مشتق۔ جامد۔ پس بتائے کہ جزوا اور احفوا۔ اور خالفوا کس قسم کے اسم ہین مصدر یا مشتق یا جامد۔ اور جو کچھ ہون ان تین لفظونکے آخر مین جو واو ہے وہ حرف اصلی ہے یا زائد اور زائد ہے تو کس قاعدہ سے آیا ہی ذرا سوچئے اور کچھ تو شرمائے حدیث شریف مین وارد ہے۔ الحیاء من الایمان **قولہ** ہم اور آپ معاملات شرعی مین کون شخص ہین کہ اپنی رائے لگائینگے جب ہندی کی چندی علمائے سلف وائمہ نے کر ڈالا ہے **اقول** الحمدللہ کہ یہ بات آخر زبان سے نکل ہی پڑی آپ کا یہہ کہنا کہ احکام شرعی مین علماء سلف و ائمہ دین کی تحقیق پر چلنا چاہئے اپنی رائے کو دخل دینا گمراہی ہے۔ بہت صحیح و نہایت درست ہے لیکن خیال تو فرمائے کہ مسئلہ متنازعہ فیہا مین علماء سلف و ائمہ دین کی پیروی کسنے چھوڑ دی ہے۔ آپنے یا ہمنے۔ آگے چلکر آپکو معلوم ہوجائیگا کہ علماء سلف و ائمہ دین مین سے ایک شخص بھی آپکا ہم نوا نہین ہے آپ اس مسئلہ مین تن تنہا مدعی جواز حلق لحیہ ہین اور حدیث شریف من شذ شذ فی النار کے مصداق بنے ہین **قولہ** احادیث صحیحہ سے ثابت کر دیجئے کہ داڑھی منڈانا شرک کی نشانی ہے **اقول** شرک کی نشانی سے آپکا مطلب کیا ہے آیا اس امر کا ثبوت چاہتے ہین کہ داڑھی منڈانے والا مشرک ہے یا یہہ مقصود ہے کہ یہہ عادت مشرک کی ہے۔ اگر معنی اول مراد ہے تو یہہ آپکے فہم ناقص کا قصور ہے اتنا بھی نہین معلوم ہے کہ شرک کیا چیز ہے اور

کیونکر ہوتا ہے۔ یاد رکہئے خدا کے اوصاف مین کسیکو شریک سمجہنا ہی شرک ہے۔ پس شراب خواری
وزناکاری وقتل ناحق عادات شرک نہین ہین تو کیا یہہ سب افعال آپکے لئے جائز ہوجائینگے
اور اگر معنی ثانی مراد ہے تو بیشک ہم دعوی کرتے ہین کہ داڑہی منڈانا مشرک کی عادت ہے
دیکہو بخاری ومسلم کی حدیث مذکورہ بالا مین صریح مذکور ہے خالفوا المجوس اور دیگر روایت
مین ہے خالفوا المشرکین۔ پس ثابت ہوگیا کہ مجوس اور مشرک کی یہہ عادت تھی اور اب بھی
ہے **قولہ** امر وجوب کے لئے آتا ہے محض خلاف ہے عموماً مطلق امر کی تعریف یہہ نہین ہے
اقول دروغ گو را حافظہ نباشد۔ علامہ نووی کی شرح صحیح مسلم سے اور بعض کتب اصول
سے جو آپ نے عربی عبارت طول طویل بے سمجہے بوجہے نقل کی ہے اوسی سے امر مطلق کا وجوب
کیلئے ہونا ہم ثابت کرینگے آپ ہر جملہ کو اپنی تحریر سے ملا لیجئے تا شبہہ باقی نرہے **قولہ** دیکہئے
اگر سوائے قرآن کے واقعی یہہ بات ہوتی کہ حدیث مین بھی جہان بصیغہ امر آیا ہے اوس سے
مراد واجب ہے تو علماء سلف ہرگز اسکے خلاف نکرتے **اقول** خیر اس بات کو تو آپ خود
تسلیم کرتے ہین کہ قرآن مین جہان بصیغہ امر آیا ہے اوس سے مراد واجب ہے۔ بہر کیف اس
تسلیم کو خوب یاد رکہئے گا آگے چلکر اسکا عمدہ نتیجہ نکلیگا جسکے تسلیم کرنے مین آپکو کوئی عذر نہو گا
قولہ امر کی تعریف ہمسے سنئے اور ذری تحقیقات پر مستعد ہوجائیے۔ الامر فی اللغۃ قول القائل
لغیرہ افعل وفی الشرع تصرف الزام الفعل علی الغیر الخ **اقول** اس جگہ تین ورق میں
شرح صحیح مسلم کی عبارت جو آپ نے نقل کی ہے اوسکا معنی ومطلب بہی کچھہ سمجہا تہا یا
نہین۔ بہر کیف ہم سمجہا دیتے ہین ذرا ہوش کیجئے دیکہئے آپ ہی کی اس عبارت منقولہ سے ثابت
ہوگیا کہ امر مطلق وجوب کے لئے ہے اگر امر وجوب کے لئے نہین ہے تو اوسکی تعریف شرعی مین
الزام الفعل علی الغیر۔ لکہنا کب صحیح ہوگا۔ کیونکہ جو فعل واجب نہین وہ لازم نہین ہوتا ہے

آگے چلکر علامہ نووی کی عبارت مین یہہ جملہ بہی آپکے تحریر مین موجود ہے فان المراد للشارع بالامر وجوب الفعل علی الغیر۔ یعنی شارع کی مراد امر سے واجب کرنا فعل کا غیر ہوتا ہے۔ مفید مطلب سمجہکر نہایت گرم جوشی سے جو آپ نے یہہ عبارت نقل کی تھی اس سے کیا ثابت ہوا ذرا سوچئے۔ سچ ہے عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ علامہ نووی کا یہہ جملہ بہی آپ نے نقل کیا ہے حتی لایکون فعل الرسول بمنزلتہ قولہ افعلوا ولا یلزم اعتقاد الوجوب۔ یہہ یعنی رسول صلعم کا ذاتی فعل اون کے قول افعلوا کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا ہے اور فعل ذاتی کو واجب سمجہنا بہی لازم نہین ہوتا ہے۔ مطلب یہہ ہے کہ جس فعل کو نبی صلعم نے خود کیا لیکن غیرون کو کرنے کے لئے حکم نہین کیا تو وہ فعل امت پر واجب نہین ہوگا۔ لیکن جس فعل کو بصیغہ امر فرمائین اوسکے وجوب پر اعتقاد کرنا لازم ہے دیکہئے آپ ہی کی دلیل آپکو کیسا ذلیل کررہی ہے۔ اور علامہ نووی کا یہہ جملہ بھی آپ نے مسند مین پیش کیا ہے وکان من عادت الفرس قص اللحیۃ فنہی الشرع عن ذلک یعنی اہل فارس کی ایک عادت داڑھی ترشانے کی بھی تہی پس شارع نے اس فعل سے منع کیا۔ پس علامہ مذکور کے اس قول سے ثابت ہوگیا کہ شارع نے اس فعل سے منع کیا ہے اور قرآن شریف مین اللہ تعالی فرماتا ہے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا یعنی رسول صلعم جو حکم تمکو دین اوسکو مضبوط پکڑو اور جس چیز سے منع کرین اوس سے باز رہو۔ مولانا آزاد دیکہئے لفظ فانتہوا صیغہ امر حاضر ہے اور آپ نے اپنی تحریر مین دو جگہ لکہا ہے کہ قرآن شریف مین صیغہ امر سے وجوب ثابت ہوتا ہے اگر یاد نہو تو اپنی تحریر ملاحظہ فرمائیے۔ غرض علامہ نووی کی عبارت سے یہہ ثابت ہوا کہ رسول صلعم نے داڑھی ترشوانے سے منع کیا ہے اور قرآن سے یہہ ثابت ہوا کہ رسول جس چیز سے منع کرین اوس سے باز رہو۔ اور آپ نے تسلیم کرلیا ہے کہ قرآن مین صیغہ امر سے وجوب ثابت

ہوتا ہے پس ان تینون مضمون کو جمع کرنے سے یہہ نتیجہ نکلا کہ داڑھی ترشوانے سے باز رہنا
واجب ہے۔ اگرچہ یہہ ایک علمی تقریر ہے مگر آپ غور کرینگے تو انشاء اللہ تعالے سمجھہ جائینگے
بشرطیکہ نفسانیت چھوڑ کر انصاف پسند حق ہین بن جائین اور علامہ نوویکی یہ عبارت بھی آپنے
نقل کی ہے۔ وقد ذکر العلماء فی اللحیتہ اثنا عشر خصلتہ مکروھتہ بعضہا اشد قبحًا من بعض۔
یعنی علمار نے داڑھی مین بارہ خصلتین ناپسند ذکر کی ہین اون مین سے بعض خصلت زیادہ
قبیح وخراب ہین بعض سے بعد ازان آپ نے اون بارہ خصلتون کو بتمام وکمال نقل کیا ہے
اور بارہوین خصلت جسکو آپ نے آخر مین نقل کیا ہے وہ یہہ ہے۔ الثانیتہ عشر حلقہا الا اذا
نبتت للمرءۃ فیستحب لہا حلقہا۔ یعنی بارہوین خصلت ناپسندیدہ جو زیادہ قبیح ہے وہ داڑھی
منڈانا ہے مگر جب کسی عورت کو نکلے تو اوسکے حق مین منڈانا بہتر ہے۔ دیکھیئے علامہ مذکور مردونکے
حق مین داڑھی منڈانیکو فعل قبیح لکھتے ہین۔ اور عورتون کے حق مین بہتر کہتے ہین پس اس
فعل کی قباحت سے آپ کیونکر بری ہو سکتے ہین۔ مگر ہان اپنے حق مین نسائیت کا اقرار
کرین تو البتہ یہہ ایک صورت حصول نجات ودفع الزامات کی ہے۔ اور علامہ نووی کی یہہ
عبارت بھی آپنے نقل کی ہے۔ وجاء فی روایتہ البخاری وفروا اللحی فحصل خمس روایات۔ احفوا
وادفوا وارخوا وارجوا ووفروا۔ ومعناہا کلہا ترکہا علی حالہا ہو الظاہر من الحدیث الذی یقتضیہ
الفاظہا وہو الذی قال جماعتہ من اصحابنا وغیرہم من العلماء۔ یعنی بخاریکی روایت مین
وفروا اللحی آیا ہے پس پانچ قسم کی روایتین حاصل ہوئین۔ لیکن سب روایتونکا معنی یہی ہے
کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے اور حدیث کا ظاہر مطلب جسکو حدیث کے الفاظ
چاہتے ہین یہی ہے اور ہمارے مذہب کے علمار اور دیگر مذاہب کے علمار کی جماعت کا یہی
قول ہے۔ اسے مولانا آزاد دیکھیئے علامہ نووی کی عبارت وتحقیق صاف بتا رہی ہے کہ اہلسنت

کے تمام مذاہب کے علمار کا داڑھی رکھانے پر اتفاق ہے الحمد للہ علی احسانہ کہ شرح صحیح مسلم سے علامہ نووی کی عبارت جسقدر اپنے تائید و سند مین آپ نے تحریر کی تھی اوسی سے آپکا دعویٰ باطل ہوگیا۔ وللہ الحمد۔ **قولہ** ترجمہ کی آپ کے مقابل مین ضرورت نہین ہے اسلئے نہین لکھا **اقول** اگرچہ مجھے ضرورت ترجمہ کی نہ تھی مگر کسی اہل علم سے ترجمہ کراتے تو آپکو بہت نفع ہوتا یعنی اُردو ترجمہ دیکھکر آپ سمجھ جاتے کہ علامہ نووی کی کل عبارت ہمارے قول کی تردید کرتی ہے۔ اور صاف بتارہی ہے کہ تو اہلسنت کے کل مذاہب کے علمار کی جماعت کا خلاف کررہا ہے پس کیا عجب تہا کہ ترجمہ کرانے سے آپکو ہدایت ہوتی **قولہ** مولانا نووی کا قول موجود ہے جو ارسال ہے **اقول** علامہ نووی علیہ الرحمتہ کا قول شرح صحیح مسلم سے نقل کرکے جو آپنے بہیجا تہا وہ پہونچا مین نے خوب غور سے دیکھا علامہ ممدوح کی تحقیق آپکو اہل باطل ٹھہراتی ہے چنانچہ اوس عبارت کو ترجمہ کے ساتہہ آپ کے پاس واپس کرتا ہون چشم ناحق بین پر عینک انصاف رکھکر بغور و تامل خدا کو حاضر و ناظر جان کر ملاحظہ فرمائے اور قلب کو تعصب و نفسانیت و ہٹ دھرمی و خود بینی سے پاک کیجئے تا نور ایمان سے وہ منور ہوجائے **قولہ** آیندہ میرا دماغ بیکار پریشان نہ فرماوینگے **اقول** اس جواب کے دیکھنے سے آپ پر ظاہر ہوجائیگا کہ دماغ کو بیکار پریشان کرنیوالے آپ ہی ہین۔ اور ابھی مناظرہ کے وادی لق و دق مین آپ نے قدم ہی رکھا ہے اسقدر جلد ہمت ہار کر لوٹنے پر آمادہ ہوگئے دیکھئے پیچھے سے غنیم کی فوج سہام و سنان کے ساتہہ صف باندھی کھڑی ہوئی ہے فرار سے عہدہ برآر کہان ہوسکتے ہین۔ جب آگے چلکر دشوار گذار راہین اور سخت گھاٹیان دیکھینگے اور خار مغیلان چبھین گے تب خود بخود آپ چلا چلا کر کہین گے کہ یہہ تو گمراہ کی راہ ہے اور اپنے حسب حال حضرت سعدی کا یہہ شعر پڑہین گے **ع** ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ؛؛ کین رہ کہ تو میروی بترکستان است ؛؛ باقی آیندہ یار زندہ صحبت باقی فقط حررہ

راجی الی رحمتہ ربہ المنان معترف بعصیان خاکسار ہیچمدان سید محمد سلیمان اشرف عفی عنہ

دوسرے عالمون کا فتوےٰ

ما قول العلماء الراسخین والفضلاء الکاملین فی ہذہ المسئلۃ۔

سوال

۱۔ داڑھی رکھنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب۔

۲۔ اگر سنت ہے تو موکدہ یا غیر موکدہ۔

۳۔ داڑھی رکھنا کس آیتہ قرآنی یا حدیث سے جائز ٹھہراتے ہین اور داڑھی منڈانا کس حدیث سے ناجائز۔

۴۔ داڑھی منڈوانیوالے پر کونسا حکم عائد ہوگا بدعتی ہے یا فاسق۔

الجواب از مدرسہ احمدیہ آرہ

داڑھی رکھنا واجب ہے اور داڑھی منڈوانا حرام حدیث صحیح متفق علیہ مین داڑھی رکھنے کی بارہ مین امر کا صیغہ وارد ہے مشکوٰۃ شریف چھاپہ دہلی صفحہ ۳۷۲ مین ہے) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلعم خالفوا المشرکین اوفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب متفق علیہ ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو داڑھی بڑھاؤ اور مونچھہ ترشواؤ متفق علیہ۔ اس مضمون کی حدیثین اور بھی آئی ہین اور امر کا صیغہ وجوب کے لئے آتا ہے اور وجوب ہی اوسکے حقیقی معنی ہین اور جس لفظ کے جو حقیقی معنی ہین اوسکو چھوڑکر بلا قرینہ دوسری معنی جو غیر حقیقی ہین مراد لینا جائز نہین ہے کما تقرر فی الاصول تو ثابت ہوا کہ داڑھی رکھنا واجب ہے اور جو فعل واجب ہوا اوسکا خلاف حرام ہوتا ہے کما تقرر فی الاصول ایضًا تو داڑھی منڈانا جو فعل واجب یعنی

داڑھی رکھنے کے خلاف ہے حرام ہے اور حرام کا مرتکب فاسق ہوتا ہے تو داڑھی منڈانے والا فاسق ہے۔ کتبہ محمد عبداللہ۔ غازیپوری

جواب الجواب

اگرچہ مین جانتا ہون کہ آپ عالم ہین اور آپ سے اور مجھسے زمین اور آسمان کا فرق ہے ذرہ کبھی آفتاب کی برابری نہین کرسکتا الا چونکہ نسبت الی اقوال الرسول ہے اسلئے استفادتا چند باتون کا استفسار ضروری معلوم ہوتا ہے وہ نمبروار زیر قلم ہے علماً آپ سے اعتراف ہے تحقیقاً آپ سے سوال ہے اگر مسئلہ مرسلہ آپ کا عام کیلئے فتوی ہے تو آیندہ تکلیف آپ کو اس سے زیادہ کرنا فضول ہے۔

ع۱ یہہ آپ کا فرمانا کہ جہان حدیث مین بصیغہ امر وارد ہوا ہے۔ وہ واجب ہے کس اصول مین ہے کیونکہ آپکی اس اصول مقررہ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جہان حدیث مین بصیغہ امر وارد نہین ہوا ہے وہ واجب نہین ہے۔ حالانکہ اکثر جگہون مین بغیر صیغہ امر وارد ہوا ہے۔ وتر۔ صدقہ فطر۔ وغیرہ واجبات سے ہین چنانچہ اسکو روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے مصنف مین۔ حدثنا ابو خالد الاحمر من حجاج عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زادکم صلوۃ علی صلوتکم وہی الوتر۔ دوسرے حدیث ابو العباس محمد بن یعقوب سے حاکم نے کتاب علوم الحدیث مین روایت کیا ہے عن ابی العباس عن محمد بن یعقوب قال ان نخرج صدقۃ الفطر عن کل صغیر وکبیر الخ ان دو حدیثون مین سے کسی مین بھی بصیغہ امر اطلاق نہین کیا گیا ہے حالانکہ وجوب اسکا ثابت ہے۔ راقم یون عرض کرتا ہے کہ جہان قرآن شریف مین بصیغہ امر حاضر وارد ہوا ہے اوس سے مراد فرض ہے جیسا اقیموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ

وغیرہم اور جہان قرآن مین بصیغہ امر غائب وغیرہ اطلاق کیا گیا ہے وہ واجب ہے جیسا
ولیوفوا نذورہم اسیلئے ادائے نطر روزہ وغیرہ کو واجب لکھا ہے اصول مین امر کی تعریف
یون لکہا ہے وجوب الفعل علی العبد۔
۲۔ اگر ہم مان بھی لین کہ جہان حدیث بصیغہ امر وارد ہوا ہے۔ وہ واجب ہے تو ہمکو یہہ
شبہہ ہوتا ہے کہ یہہ اصول کسکا ہے اگر واقعی اسلاف کا ہے تو فرض۔ واجب سنت موکدہ
وغیرموکدہ وغیرہم مین کون کون صیغے کے ساتھہ فرق امتیازی رکھا گیا ہے مفصل مطلع
فرمائیے اور اگر امر کی قید فی الحدیث نہین ہے جب قرآن مین بصیغہ امر حاضر واجب
اطلاق کیا جاتا ہے تو اس سے فرض کالعدم ہو جاتا ہے۔ اور یہہ محال ہے اور اگر فرض
اور واجب دونون مین صیغہ امر حاضر وارد ہوا ہے تو دونون مین فرق بتلائیے۔
۳۔ جب آپ داڑھی منڈانیوالے کو فاسق ٹھہراتے ہین تو آپ اسکا وجوب قرآن سے
کیون نہین ثابت کرتے کیونکہ فسق بکسر فا۔ پسکون سین کے معنی بیرون آمدن از
فرمان خدائے تعالیٰ وبیرون آمدن رطب از پوست وترک حق نمودن مندرج ہے
پس آپکو اپنا دعوی قرآن سے ثابت کرنا چاہیے خدا کی نافرمان کو اوسکی وحی سے
ثابت کرنا بہتر ہے اسلیئے کہ جب پہلے خدا کا فرمان دکھا دینگے تب اوسکو نافرمان کا
خطاب فرمائیگا۔
۴۔ مجرد ابن عمر کی حدیث ہمارے لئے سند ہو نہین سکتی کیونکہ اونکی روایت کو اکثر
راویون نے ضعیف ٹھہرایا ہے چنانچہ اسوقت سردست دو حدیثین اولی زیر قلم ہین۔
(۱) مشکوۃ شریف جلد آخر باب الخمر مین ابن عمرؓ سے۔ کل مسکر خمر حدیث صحیح روایت
ہے حالانکہ اسکو صاحب درمختار۔ وہدایہ وقاضیخان نے قابل استدلال نہین مانا ہے

اور اسکو ضعیف کہا ہے ونیز اصحاب مالک نے سوائے روح کے موقوفا روایت کیا ہے

(۴) موطا امام مالک رح یعنی بجلد باب الوضوء مین من مس ذکرہ فلیتوضأ ابن عمر رض سے حدیث صحیح روایت ہے مگر موطا مین بمقابلہ اس حدیث کے اٹھارہ حدیثین خلاف مین مسند نہین ہین اور اسکا سلسلہ اسناد مین بھی نہین ہے -

۵ یہہ حدیث جو آپ فرما رہے ہین اسمین - خالفوا المشرکین نے اس حدیث کو حدیث ہونے سے باز رکہدیا کیونکہ رسول صلعم سا آج تک کوئی عاقل اور افصح نگذرا اور فصیح کا قول حاوی جامع مانع ہوا کرتا ہے لغو وحشو سے پاک ہوتا ہے یعنی نہ تو کوئی داخل اوس سے خارج ہونے پاتا ہے اور نہ کوئی خارج اوسمین داخل ہو سکتا ہے - مثلاً اوسوقت کے کفار داڑھی اور مونچہہ دونون بڑھائے رکہتے تہے اگر وے اپنی مونچہین ترشوا دیتے اور داڑہیان بڑھائے رکہتے اور ایمان نہ لاتے تو اس صورت مین وے مشرک باقی نہین رہتے مشرک سے خارج ہو جاتے اور یہہ خلاف اصول ونص ہے کیونکہ مشرکین کی مخالفت داڑھی رکہنے اور مونچہہ ترشوانے سے نہین ہوتی - بلکہ اونکی مخالفت تو تشہد ہی سے ہوگئی کیونکہ مشرک کے معنی شریک کرنیوالا ذات باری کا ہے وے خدا کا شریک ساجہتے ہین اور مسلمان وحدہ لاشریک - اور اگر مخالفت ظاہری مراد لیتے ہین تو بہت داخل اس سے خارج ہو جاتے ہین - سونا بیٹھنا - کہانا - پینا - چلنا - وغیرہ اور اگر مخالفت ظاہری مراد بھی ہوتی تو بجائے - خالفوا المشرکین کے فی کل امور اور ازین قبیل جو کل معنون پر محمول ہوتا فرماتے اسیلئے یہہ قید صحیح نہین ہوئی اور مطلق بضعف کیا گیا -

۶ اگر ہم اسکو حدیث بھی مان لیتے ہین تو اسپر حدیث صحیح کا اطلاق نہین ہو سکتا ہے کیونکہ حدیث اگر متصل السند ہے یعنی اوسکے سلسلہ اسناد مین کوئی راوی چہوٹا

نہین اور وہ حدیث معلل وشاذ بھی نہین اور راوی اوسکا عدل وضبط تام کیساتھہ متصف ہے یعنی بے دیانتی وسوء حفظ سے محفوظ ہے تو اوس حدیث کو اصطلاح محدثین مین حدیث صحیح کہتے ہین۔ ابن عمرؓ کی دونون حدیثین مذکورہ بالا سے ثابت ہوا ہو کہ راوی کسقدر سوء حفظ سے محفوظ ہے۔ چنانچہ یحییٰ بن معینؒ وابراہیم نخعیؒ ان دو حدیثون گفت گو کرتے ہین اور ضعیف مانتے ہین۔ اوران دونون کی امام مالکؒ وامام احمد حنبلؒ اسطرح تعریف کرتے ہین۔ کل حدیث لا یعرفہ یحییٰ بن معینؒ لیس بحدیث۔ وابراہیم نخعی کان خیرا فی الحدیث۔

عـ۳ اسکو متفق علیہ لکھا ہے اور نیز اس مضمون کی اور بھی حدیثین آئی ہین یہین تک لکھکر چھوڑ دیا۔ آپ دوسری حدیثین اس مادہ مین مرفوع یا متواتر یا صحیح دکھلائے ہم سوائے ان تین حدیثون کے دوسری حدیث واجب التعمیل نہین سمجھتے کیونکہ اگر سمجھتے ہین تو پھر تقسیم احادیث کی ضرورت کو بیکار سمجھتے ہین۔ زیادہ والسلام۔ حررہ خادم العلماء م۔ ا

جواب جواب الجواب از مدرسہ احمدیہ آرہ

جواب عـ۱ و ۲۔ اس مسئلہ اصولی اور اسکی دلائل کا دیکھنا ہو تو کتب اصول فقہ ملاحظہ ہون اور جو آپنے لکھا ہے کہ اس اصول مقررہ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جہان حدیث مین بصیغہ امر نہین وارد ہوا ہے وہ واجب نہین ہے اسکی کیا دلیل ہے مجرد کسی شے پر کسی حکم کے لگانے سے یہہ کیونکر ثابت ہوتا ہے کہ یہہ حکم دوسری تمام چیزون سے مسلوب ہے۔ کلمہ طیبہ مین جو حضرت محمد صلعم پر یہہ حکم لگایا گیا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہین تو کیا اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلعم کے سوا اور کوئی اللہ کا رسول نہین

تو پہراور تمام اللہ کے رسولون کے رسالت سے انکار کرنا پڑیگا اور پہر یہہ سلسلہ اور آگے

بھی بڑہیگا جس سے اور بڑی بڑی خرابیون کا منہہ دیکہنا پڑیگا اسوجہہ سے لازم ہے کہ

بہت جلد اپنے اس قاعدہ کو واپس لے لین - اس مسئلہ اصولی مذکورہ بالامین وجوب

سے وجوب مقابل فرضیت مراد نہین ہے - بلکہ اس وجوب سے لزوم مراد ہے جو فرضیت

کو بھی شامل ہے اگر یہہ لزوم ایسی دلیل سے ثابت ہو جو ثبوتاً و دلالۃً قطعی ہے تو فرض

ہے اور اگر ایسی دلیل سے ثابت ہو جو ثبوتاً یا دلالۃً ظنی ہے تو واجب ہے جو مقابل فرض

جواب ع۳ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حقیقت مین خدا کا فرمان ہے اسلئے کہ

آپ تو صرف فرمان خداوندی کی مبلغ ہین کیونکہ آپ اللہ کے رسول ہین - وما علی الرسول

الا البلاغ اور جب آپ کا فرمان عین خدا کا فرمان ہے تو آپ کا نافرمان عین خدا کا

نافرمان ہے اسلئے سورہ نساء مین فرمایا گیا ہے - من یطع الرسول فقد اطاع اللہ - اب حضرت

کی نافرمان کو فاسق کا خطاب پانے مین کیا عذر ہے

جواب ع۴ جو آپ نے لکھا ہے (کہ ابن عمرؓ کی روایت کو اکثر راویون نے ضعیف ٹھہرایا ہے)

اکثر کو جانے دیجئے صرف ایک ہی دو معتبر ائمۂ حدیث کا نام معہ سند بتا دیجئے کہ ابن عمرؓ کی

روایت کو اسوجہہ سے کہ ابن عمرؓ کی روایت ہے ان آئمۂ حدیث نے ضعیف ٹھہرایا ہے

ابن عمرؓ ایک جلیل القدر صحابی ہین مشاہد جلیلہ مین حاضر ہوئے ہین اہل بیعۃ الرضوان

سے ہین صاحب مناقب جلیلہ ہین اون کے شان مین ایسی بات لکھنا یا بولنا سخت

سوء ادب ہے - امام بخاری رحمہ اللہ تعالےٰ جو امیر المومنین فی الحدیث ہین اون سے

سنئے وہ کیا فرماتے ہین - وہ فرماتے ہین - اصح الاسانید کلہا مالک عن نافع عن ابن عمرؓ

یعنی جو حدیث کہ اس سند سے مروی ہو کہ امام مالکؒ نے اس حدیث کو نافعؒ سے

روایت کیا ہو۔ اور نافع نے ابن عمرؓ سے اوس حدیث کی سند اصح الاسانید ہے یعنی

وہ سند تمام سندون سے زیادہ صحیح ہے (توالی التاسیس مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱) ابن عمرؓ

کا یہہ مختصر ترجمہ ذیل ملاحظہ ہو عبد اللہ بن عمر الخطاب العدوی ابو عبد الرحمن المکی ہاجر مع ابیہ

وشہد الخندق وبیعۃ الرضوان لہ الف وست مائۃ حدیث وثلاثون حدیثا اتفقا علی مائۃ

وسبعین وانفرد البخاری باحد وثمانین ومسلم باحد وثلاثین وعنہ بنوہ سالم وحمزۃ وعبید اللہ

وابن مسیبؓ ومولاہ وخلق فی الصحیح عبد اللہ رجل صالح قال شمس الدین الذہبی کان

اماما متینا واسع العلم کثیر الاتباع وافر النسک کبیر القدر متین الدیانۃ عظیم الحرمۃ ذکر

للخلافۃ یوم التحکیم وخوطب فی ذلک فقال علی ان لا یجری فیہا دم قال ابو نعیم مات سنۃ

ارابع وسبعین (خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰۷)

جواب ۵ جملہ خالفوا المشرکین کو مسئلہ متنازع فیہا سے متعلق کرنے کی کیا ضرورت

ہے آپ صرف جملتین لاحقتین کو مسئلہ مذکورہ سے متعلق سمجھین اور جملہ خالفوا المشرکین

کو اس مسئلہ سے متعلق خیال نفرمائین بلکہ ایک منفصل جملہ سمجھین جس مین مخالفت مشرکین

کا حکم ہے اور یہہ کہ مخالفت مشرکین کی کس امر مین مراد ہے اوس سے یہان بحث

متعلق نہین ہے۔

جواب ۶ راویون کے جرح وتعدیل کے لئے کتب اسماء الرجال مقرر ہین ۔ آپکو

کتب معتبرہ اسماء الرجال سے بتانا چاہئے کہ حدیث ابن عمرؓ کا کون راوی سوء

حفظ سے محفوظ نہین ہے اور حدیث کی صحت وضعف سے بحث کتب حدیث مین ہوا

کرتی ہے ۔ آپکو کتب معتبرہ حدیث سے دکہنا چاہئے کہ حدیث کی کس کس معتبر کتاب

مین ہے کہ یحیی بن معین اور ابراہیم نخعی نے حدیث ابن عمرؓ کو ضعیف مانا ہے۔ وونہ خرط القتاد

جواب ۳ـ حدیث ابن عمر حسب متفق علیہ حدیث ہے اور متفق علیہ حدیث بالضرور صحیح حدیث ہے اور صحیح حدیث کو آپ واجب التعمیل جانتے ہی ہین تو اب اس بات مین بارے نزاع ہی کیا باقی رہی۔ اور واجب التعمیل ہونے کے لئے ایک صحیح حدیث بھی کافی ہے۔ رقمہ ابو محمد **ابراہیم** غفر اللہ الکریم آروی۔ مہتمم مدرسۃ الاحمدیۃ الآرۃ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سائل کی اس سوال (داڑھی منڈانا کس حدیث سے ناجائز ہے اور داڑھی رکھنا کس حدیث سے یا قرآن کی کس آیت سے واجب ہے اور داڑہی منڈانیوالا کیا ہے بدعتی یا فاسق) کی جواب مین لکھا گیا تھا کہ حدیث صحیح متفق علیہ مین داڑھی رکہنے کے بارے مین امر کا صیغہ وارد ہوا ہے یعنی وفروا اللحی اور امر کا صیغہ وجوب کے لئے آتا ہے اور وجوب ہے اسکی حقیقی معنی ہین اور لفظ کی معنی چھوڑ کر بلا قرینہ صارفہ غیر حقیقی معنی مراد لینا جائز نہین ہے اور واجب کا خلاف (یعنی ترک واجب) حرام ہے اور حرام کا مرتکب فاسق ہے ان امور ششگانہ مین بھی ۱ کا حوالہ مشکوۃ شریف پر کیا گیا چھاپہ و صفحہ بھی بتادیا گیا اور ۲ سے نمبر ۶ تک کا حوالہ اصول پر کیا گیا اور بعد ثبوت نمبر ۱ ـ ۶ مذکورہ بالا کی ۷ کی ثبوت کی حاجت باقی نہین رہتی کیونکہ وہ اسکے بعد واضح ہو جاتا ہے لہذا ۷ کا کسی چیز پر حوالہ نہین کیا گیا۔ اب اگر یہہ سب مذکورہ بالا حوالے ٹھیک ہین تو جواب مذکور بھی صحیح ہے۔ سائل کو اوسکے مان لینے کے سوا اور کچھہ چون وچرا کی گنجائش نہین ہے اور اگر کسی حوالہ مین کچھہ فرق ہے تو سائل کو صرف اسقدر سوال کا حق حاصل ہے کہ ان حوالون کے صحت ثابت کرا دیجئے اس سے زیادہ اوسکو اور کچھہ لکھنے کا حق نہین ہے اگر اور کچھہ لکھے تو اوسکے جواب کا وہ مستحق نہین بعد طے ہو جانے اس مرحلہ کے اگر ضرورت

ہوگی تو ادر بھی احادیث صحیحہ معہ آیت کریمہ قرآن مجید پیش کیجائیگی انشاءاللہ تعالےٰ
ہان اسقدر اور لکہا جاتا ہے کہ حدیث متفق علیہ وہ صحیح حدیث ہے جسکو شیخین یعنی
بخاری و مسلم دونون نے روایت کیا ہو اور یہہ قسم صحیح حدیث کی اقسام مین اعلیٰ
قسم ہے۔ اصول حدیث ملاحظہ ہو۔ کتبہ محمد عبد اللہ غازیپوری

ایضاً

از مدرسہ فیض رسول واقع بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب معترض صاحب مسئلہ معلومہ مین حدیث صحیحین پر جو اعتراضات و شبہات آپنے ظاہر
کیئے ہین اونکو مین نے دیکہا اصل مسئلہ کی تحقیق حضور کے نظر سے عنقریب گذریگی
لیکن اسوقت قلم برداشتہ یہہ عاجز آپ کے اعتراضات کے اغلاط معنوی
کو لکہتا ہے اور الفاظ کی غلطیان جو ۳۴ ہین اونکو فروگذاشت کرتا ہے ذرا نغو
و انصاف ملاحظہ فرمائیے اور خطا و کج فہمی کا اعتراف کیجیئے **قولہ** جواب الجواب
اقول اس لفظ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپنے بطریق محققانہ مجیب کے جواب کا جواب
لکہا ہے اور جس امر کو مجیب نے ثابت کیا ہے اوسکے خلاف کو حضور نے ثابت کیا
ہے۔ لیکن اعتراض سے قبل تمہید و معذرت مین آپ لکہتے ہین کہ آپ سے اور ہم سے
زمین و آسمان کا فرق ہے ذرہ کبہی آفتاب کی برابری کر نہین سکتا اسلیئے استفادتاً
چند باتو نکا استفسار ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کیون جناب کیا مستفید و مستفسر
کی یہی شان ہے کہ جس سے استفادہ کرے اوسکا مخاصم و مخالف آپکو ٹہراوے
اور اپنی شبہات کو جو بغرض استفادہ بیان کرے جواب الجواب سمجہے آفرین

بادبرین ہمت مردانہ تو **قولہ** یہہ آپ فرمانا کہ جہان حدیث مین بصیغہ امر وارد ہوا ہے
وہ واجب ہے کس اصول مین ہے **اقول** یہہ آپ کے فہم کی غلطی ہے مجیب
نے کہان کہا ہے کہ ہر امر سے واجب ثابت ہوتا ہے یہہ حکم کلی مجیب کے کس لفظ سے
آپ نے نکالا ہے تمام کتب اصول نور الانوار و توضیح و تلویح و حسامی و دیگر کتب اصول
مین بصراحت مذکور ہے۔ الامر للوجوب۔ یعنی امر کی وضع وجوب کے لئے ہے مگر کوئی
دلیل معارض عدم وجوب پر دلالت کرے تو البتہ ایسی صورت مین امر سے وجوب
ثابت نہوگا اسی اصول کا ترجمہ مجیب نے لکھا ہے جسکو آپ نے حکم کلی سمجھا ہے
قولہ کیونکہ اس اصول مقررہ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جہان حدیث مین بصیغہ امر
نہین وارد ہوا ہے وہ واجب نہین ہے۔ **اقول** یہہ انکے فہم و فراست کا قصور
ہے۔ اول تو مجیب نے یہہ نہین لکھا ہے کہ ہر امر سے وجوب ثابت ہوتا ہے اور اگر وہ
ایسا کہتے بھی تاہم اوس سے بطریق انحصار یہہ نہین مفہوم ہوتا کہ وجوب امر ہی سے
ثابت ہوتا ہے۔ کیون جناب اگر کوئی کہے کہ قیاس مجتہد دلیل شرعی ہے تو کیا اسکا
مفہوم یہہ ہوگا کہ جو قیاس نہ ہو وہ دلیل شرعی نہین ہے۔ اب مین آپکو دوسری
مثال دیکر سمجھاتا ہون۔ تین جملہ مندرجہ ذیل کے معانی مین خوب غور کیجئے اور ہر ایک
کے مفہوم مین فرق نکالئے ۱ زید جاہل ہے ۲ زید ہی جاہل ہے ۳ زید جاہل ہی ہے۔ دیکھئے
پہلا جملہ مطلق ہے یعنی نہ زید کا انحصار جہل مین اور نہ جہل کا انحصار زید مین ہے۔ اور
دوسرے جملہ مین جہل کا انحصار زید مین ہے لیکن زید کا انحصار جہل مین نہین ہے یعنی یہہ
نہین سمجھا جائیگا کہ زید مین سوائے جہل کے اور کوئی وصف مثلاً ظلم و تکبر و خود بینی و کج فہمی
وغیرہ نہین ہے اور تیسرے جملہ مین زید کا انحصار جہل مین ہے لیکن جہل کا انحصار زید

مین نہین ہے یعنی یہہ نہین سمجھا جائیگا کہ سوائے زید کے کوئی جاہل نہین ہے بلکہ یہہ مفہوم ہوگا کہ سوائے جہل کے اور کوئی عیب زید مین نہین ہے۔ اب فرمائیے کہ اگر مجیب نے یہہ لکھا کہ ہر امر مثبت وجوب ہے تو اس سے یہہ کیونکر سمجھا گیا کہ جو امر نہین وہ مثبت وجوب نہین **قولہ** ان دو حدیثون مین سے کسی مین بھی بصیغہ امر اطلاق نہین کیا گیا ہے حالانکہ وجوب اسکا ثابت ہے **اقول** آپ کا حاصل مطلب یہہ ہے کہ امر کو اگر مثبت وجوب تسلیم کرین تو کوئی وجوب سوائے امر کے دوسرے صیغہ سے ثابت نہین ہوگا۔ حالانکہ وتر و فطر جو واجب ہین ان دونون کے وجوب کا ثبوت ایسی دو حدیثون سے ہوا ہے جسمین صیغہ امر نہین ہے پس وجوب کا انحصار امر مین نہین رہا۔ اے سراپا دانش و فہم اس انحصار باطل کی تردید ہم چند مثال دیگر لکھہ چکے ہین۔ علاوہ برین مصنف ابن ابی شیبہ اور کتاب حاکم کی دو حدیثون مین اگر صیغہ امر نہین ہے تو اس سے یہہ کیونکر سمجھہ لیا کہ حدیث کی مشہور و معتمد علیہ کتابین۔ صحیح بخاری۔ مسلم۔ ابوداود۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ نسائی وغیرہ وغیرہ مین بھی وتر اور فطر کے باب مین صیغہ امر نہین وارد ہوا ہے۔ اصل جواب مین آپکو دکھایا جائیگا کہ ان دونون سنتون مین بیس حدیث صحیح سے زائد بصیغہ امر وارد ہین اگر بڑی کتابون کے دیکھنے و سمجھنے کی لیاقت نہین ہے تو مشکوٰۃ ہی کے باب الوتر اور باب صدقۃ الفطر کے کل حدیثون کو دیکھہ جاتے تو یہہ غلط فہمی آپ کی دور ہو جاتی اور مشکوٰۃ پر کیا موقوف ہے علاوہ کتابہائے مذکورہ کتاب جس سے مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت آپ نے غلط نقل کی ہے اوسکو بغور دیکھتے تو امر کی صراحت اوسمین پاتے لیکن آپنے خصم کو فریب دینے کے لئے حدیث کا ایک جملہ چھوڑ دیا اور اسطرح نقل کیا

عن ابو العباسؓ عن محمد بن یعقوب قال ان نخرج صدقتہ الفطر الخ حالانکہ عبارت صحیح یہہ
ہے قال امرنا رسول اللہ صلعم ان نخرج الخ **قولہ** قرآن شریف میں جہان صیغہ امر
حاضر وارد ہوا ہے اوس سے مراد فرض ہے **اقول** آپ کی اس دلیری و افترا
پردازی پر صد حیف ہے۔ بہلا یہہ تو فرمائیے کہ اللہ تعالٰے روزہ دارون کو بوقت شب
بی بیون کے ساتہہ مباشرت کرنے کے باب مین ارشاد فرماتا ہے۔ الئٰن فباشروا ہن
یعنی اب تم رات کو مباشرت کرو۔ دیکہیے باشروا صیغہ امر حاضر ہے تو کیا صائم پر لیالی
صیام مین مباشرت فرض ہے جو نکرے اوسکا روزہ باطل ہو جائیگا۔ اور حاجیان اہل
احرام پر حکم کیا ہے اذا احللتم فاصطادوا۔ یعنی جب تم احرام سے فارغ ہو جاؤ تو شکار
کرو۔ فاصطادوا صیغہ امر حاضر ہے تو کیا حاجی کو بعد فراغت احرام شکار کرنا فرض
ہے۔ اور صائم کے حق مین سحری کہانیکی نسبت فرماتا ہے کلوا واشربوا حتی یتبین
لکم الخیط الخ یعنی صبح صادق کے قبل تک کہاؤ پیو یہان بہی دونون امر حاضر کے
صیغہ ہین تو کیا صائم پر سحری کہانا فرض ہے۔ غرض اس دعوی کے ثبوت مین
کہ قرآن شریف مین ہر امر حاضر سے فرض مراد نہین ہے بے شمار آیتین موجود ہین لیکن
تعجب ہے کہ ایک آیت پر بہی آپ کی نظر نہین پڑی یہہ آپ کے کوتاہ بینی کا قصور
ہے۔ **قولہ** اور جہان قرآن مین بصیغہ امر غائب وغیرہ اطلاق کیا گیا ہے وہ واجب ہے
اقول معاذ اللہ کلام خدا مین اسقدر دلیری اور ہمہ دانی کا دعوی۔ کیہون جناب
اللہ تعالٰے فرماتا ہے فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیراً۔ یہان دونون صیغے امر غائب کے ہین
تو کیا کم ہنسنا اور بہت رونا واجب ہے جو شخص مطلق نہ ہنسے یا کہا ہنسے نہ روئے تو وہ
تارک واجب سمجہا جائیگا۔ اور دوسری آیت مین ہے۔ من کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل

عملاً صالحًا الخ یہان بھی امر غائب کا صیغہ موجود ہے تو کیا جو خدا سے ملاقات کی امید رکہتا ہے اوسپر عمل صالح واجب ہے فرض نہین۔ **قولہٗ** اصول مین امر کی تعریف یون لکہا ہے وجوب الفعل علی العبد **اقول** اگر یہہ تعریف امر کی صحیح ہے تو آپ ہی کے بیان سے مجیب کا یہہ دعوی کہ امر سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔ ثابت ہوگیا دیکہئے جو بات حق تھی وہ آخر آپکے منہہ سے بھی نکل ہی پڑی **قولہٗ** اور اگر فرض اور واجب دونون مین صیغہ امر حاضر وارد ہوا ہے تو دونون مین فرق بتلائیے **اقول** آپ نے سمجہا ہے کہ فرض امر حاضر سے اور واجب امر غائب سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ بصراحت یہہ دعوی باطل آپ لکہہ چکے ہین اور اسکی تردید بھی مین نے کردی ہے بغور دیکہئے۔ پہر کیفیا فرض اور واجب مین فرق امر حاضر اور غائب سے نہین ہوتا ہے ذرا نورالانوار مین فرض اور واجب کے بحث کو بغور ملاحظہ فرمائیے تا دونون مین فرق معلوم ہوجائے **قولہٗ** جب آپ داڑہی مونڈانے والے کو فاسق ٹھہراتے ہین تو اسکا وجوب قرآن سے کیون نہین ثابت کرتے کیونکہ فسق بکسر فا و سکون سین بمعنی بیرون آمدن از فرمان خدائے تعالے و بیرون آمدن رطب از پوست و ترک امر حق نمودن لغت مین مندرج ہے لیکن آپ کو اپنا دعوی قرآن سے ثابت کرنا چاہئے **اقول** آپ کا مطلب یہہ ہے کہ فاسق وہ ہے جو خاص خدا کے حکم کی نافرمانی کرے اور داڑہی رکہانا حکم خدا نہین پس اسکا تارک فاسق نہین ہوسکتا ہے یہہ دعوی دو دلیل سے باطل و غلط ہے۔ دلیل اول یہہ ہے کہ منتخب اللغات مین ہے کہ فسق بیرون آمدن بندہ از فرمان و ترک امر حق نمودن و بیرون آمدن رطب از پوست و ترک امر حق نمودن و بیرون آمدن از راہ راست و کار بد کردن چنانچہ اسی عبارت کو آپنے بھی

نقل کیا ہے لیکن خیانت کے ساتھہ یعنی فرمان کے بعد لفظ اللہ تعالے بڑہا دیا اور بیرون آمدن از راہ راست و کار بد کردن کو مخالف مطلب دیکھکر چھوڑ دیا پس اپنی منتخب کے عبارت سے ثابت ہوا کہ کار بد کرنا یا راہ راست سے باہر آنا یا امر حق کو چھوڑنا بھی فسق ہے پس فسق کے تعریف مین نافرمانی خدا کی شرط کہان باقی رہی بہلا اس دو سطر عبارت مین جو آپ نے اسقدر خیانت کی تو کیا یہہ بات بھی آپکو معلوم تھی کہ لغت کی بڑی بڑی کتابین معتمد علیہ مثلاً صراح و قاموس و منتہی العرب و صحاح جوہری و مصباح و مجمع البحار - وغیرہ مین یہی معنی ہے جو مین منتخب سے منتخب کرکے لکھتا ہون - اس دلیری و جسارت پر صد آفرین ہے دلیل دوم یہہ ہے کہ رسول کی نافرمانی عین خدا کی نافرمانی ہے دیکھو بخاری اور مسلم کے حدیث مین ہے من عصانی فقد عصی اللہ یعنی حضرت نے فرمایا کہ جس نے میری نافرمانی کی اوسنے خدا کی نافرمانی کی اور اللہ تعالے فرماتا ہے ماینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی علاوہ برین اللہ تعالے فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول کی تابعداری کا حکم خدا نے کیا ہے پس رسول کی نافرمانی سے خدا کے حکم کی نافرمانی بھی ہوگی یا نہین ذرا دل مین سوچئے اور کچھہ ایمان ہو تو اپنے جاہلانہ دلیل و جسارت پر شرمائے **قولہ** مجرد ابن عمر کی حدیث ہمارے سند ہو نہین سکتی کیونکہ اونکی روایت کو اکثر راویون نے ضعیف ٹھیرایا ہے - دو حدیثین زیر قلم ہین الخ

اقول - آپکا کلام دو معنی کو محتمل ہے - اول یہہ کہ روایات ابن عمرؓ در بارہ لحیہ عند الرواۃ ضعیف ہین - دوم یہہ کہ حضرت ابن عمرؓ کی روایتین عموماً کتب حدیث مین ضعیف ہین - دبر تقدیر احتمال اول غور کیجئے کہ ابن عمرؓ کی حدیث لحیہ کو شیخین نے مرفوعاً روایت کیا ہے -

اور صحیحین کی حدیث مرفوع کو ضعیف کہنا ناواقفیت ہے احکام دین سے دیکھو تمام اہلسنت
وجماعت کے نزدیک صحیحین کی مرفوع حدیثین اعلی درجہ کی صحیح ہین اسکی تصریح
علامہ عینی حنفی نے شرح بخاری مین اور ملا علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی
نے شرح مشکوۃ مین کی ہے بہرکیف ان راویون مین سے دو تین کا نام بھی تو آپ لکھئے
وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ - اور بر تقدیر احتمال ثانی
زائد تر قباحت وضلالت ہے کیونکہ امام اعظمؓ کے مذہب کا مدار حضرت ابن عمرؓ کی روایت پر ہے اور
امام صاحب حضرت ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ کو فقیہ شمار کرتے ہین انکی روایت کو
صحابہ غیر فقیہ حضرت انس و ابوہریرہ کی روایت پر مقدم رکھتے ہین اسکی بحث نور الانوار
مین بہ تفصیل مذکور ہے انکو عبادلہ ثلثہ کہتے ہین مگر افسوس ہزار افسوس کہ ایسی جلیل القدر
صحابہ کی صحیح حدیث کو جنکے روایت پر مذہب حنفی کی بنا ڈالی گئی ہے ضعیف سمجھنا کیسی صریح
گمراہی ہے - اور نقل کفر کفر نباشد اگر ہم کہین کہ ابن عمرؓ کی کوئی روایت صحیح نہین ہے
تو اس سے بھی آپکو نجات نصیب نہین ہے کیونکہ مسئلہ لحیہ مین علاوہ حضرت ابن عمرؓ کے
حضرت عائشہؓ و دیگر صحابہ کرام سے بھی مرفوعاً صحیح مسلم و دیگر کتب صحاح مین روایت ہے تو
ان صحیح حدیثونکا جواب کیا دینگے - ہم کہان تک کلام مہمل وسراپا غلط کی تردید کرین مشتے
نمونہ از خروارے - اسیقدر عاقل و منصف کیلئے کافی ہے - اور نصف سے زائد کو مین نے
چھوڑ دیا ہے اگر آپ چاہینگے تو باقی اغلاط صریحہ کو بھی پیش نظر عالی کرونگا لیکن یہہ تو
بتلائیے کہ حنفی ہین یا محقق اہل حدیث یا آزاد و بے قید انمین سے جس امر کا اعتراف کرینگے اوسی
پیرایہ مین آپکے مسئلہ کی تحقیق وجانچ ہوگی - اور یہہ بھی فرمائیے کہ آپکی خواہش دلی کیا ہے مناظرہ
یا مکابرہ یا مجادلہ واضح رہے مناظرہ مین طرفین کو اظہار حق مطلوب ہوتا ہے - اور مکابرہ

مین ہر فریق اپنے مخالف پر غلبہ چاہتا ہے اظہار حق سے کچھ غرض نہین اور مجادلہ مین نہ اظہار مطلوب ہے نہ غلبہ مقصود ہے ناحق کا بکواس ہوتا ہے پس اگر مناظرہ مطلوب ہے تو اس سلسلہ تحریر کو تا اظہار حق قائم رکہنا چاہیئے کیونکہ جب نیت بخیر ہے تو یہہ شغلہ اعمال صالحہ مین داخل ہے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و بہ نستعین۔ کتبہ خادم العلماء محمد عبد الواحد خان رامپوری ثم البہاری مدرس اول مدرسہ فیض رسول بہار۔

ایضاً

از مولوی عبداللہ صاحب گیلانی

جناب ہن سوالات قابل جواب دینے کے نہین ہین کتب حنفیہ سے حرمت فعل کفار داڑہی گہٹوانے اور منڈوانیکی تحریر کرتا ہون اور ایضاً اصول فقہ حنفی سے ثبوت اسکا دیتا ہون بغور فرماکر پیروی حکم اللہ اور پیروی حکم رسول اللہ صلعم کی ہم مسلمانون کو کرنا چاہیئے و نفس کی پابندی نہین کرنا چاہیئے حنفی مذہب مین داڑہی قبضہ یعنی یک مشت بہر رکہنا مسنون ہے منڈانا فعل کفار نابہنجار کا ہے ہدایہ مطبوعہ مصطفائی جلد اول کے صفحہ ۲۰۱ مین ہے (و یستحب تدہین الشارب اذا لم یکن من قصدہ الزینۃ لانہ یعمل عمل الخضاب ولا یفعل لتطویل اللحیۃ اذا کانت بقدر المسنون وہو القبضۃ) انتہی عینی شرح ہدایہ مطبوعہ نولکشور جلد ثانی کے صفحہ ۳۴۵ مین ہے عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلعم جزوا الشوارب واعفوا اللحی خالفوا المجوس رواہ مسلم فان المجوس کانوا یحلقون لحاہم ویتبرکون شوارہم ولا یاخذون منہا شیئا اصلا ۱۲ انتہی۔ ایضاً کتاب مذکور کے صفحہ مذکور مین ہے ان المراد باعفاء اللحی ان لا یحلق کلہا کما یفعلہ المجوس ۱۲ انتہی فتح القدیر مطبوعہ نولکشور جلد اول کے صفحہ ۳۹۸ مین ہے کما ہو فعل المجوس الاعاجم من حلق لحاہم کما یشاہد فی الیہود و بعض اجناس الفرنج ۱۲ انتہی شامی حاشیہ در مختار مطبوعہ مصر جلد ثانی بحث الصوم کے صفحہ ۱۷۳ مین ہے و اخذہا کلہا فعل الیہود والہنود و مجوس

الاعاجم ۱۲ انتہی الطحاوی مطبوعہ مصر جلد اول کے صفحہ ۲۴۳ ذیل مین یہ عبارت درالمختار کی ہے التشبہ
بہم حرام کما یفعلہ من کثیر من الناس ۱۲ انتہی اصول شاشی اور حسامی اور نور الانوار اور توضیح
وتلویح اور مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول فقہ حنفیہ سے واضح اور لائح ہوتا ہے کہ امر نزدیک جمہور
علماء کی واسطے وجوب کے ہوتا ہے نہ واسطے اور کسی معنی کے جبتک کوئی مانع موجود نہو چند کتب
کی عبارتین پیش نظر کرتا ہون ملاحظہ فرمایا جاوے شاشی مطبوعہ مجتبائی کے صفحہ ۴۳ مین ہے
فصل اختلف الناس فی الامر المطلق ای المجرد عن القرینۃ الدالۃ علی اللزوم وعدم اللزوم نحو
قولہ تعالی واذا قرئ القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون وقولہ تعالی ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا
من الظالمین - والصحیح من المذہب ان موجبہ الوجوب الا اذا قام الدلیل علی خلافہ لان ترک
الامر معصیۃ ۱۲ انتہی حسامی مطبوعہ مصطفائی کے صفحہ ۴ مین ہے وموجبہ عند الجمہور الالزام
الا بدلیل ۱۲ انتہی نور الانوار مطبوعہ مصطفائی کے صفحہ ۳۱ مین ہے وموجبہ الوجوب لا الندب
والاباحۃ والتوقف یعنی ان موجب الامر الوجوب فقط عند العامۃ ۱۲ انتہی توضیح وتلویح مطبوعہ
نولکشور کے صفحہ ۱۵۲ مین ہے والوجوب عند اکثرہم ۱۲ انتہی مسلم الثبوت مطبوعہ نولکشور کے
صفحہ ۲۵ مین ہے صیغۃ افعل عند الجمہور حقیقۃ فی الوجوب لا غیر ۱۲ انتہی عبد اللہ ابن عمر جلیل
القدر صحابی ہین شاشی مجتبائی کے صفحہ ۷۲ مین ہے ثم الراوی فی الاصل قسمان معروف بالعلم والاجتہاد
کالخلفاء الاربعۃ وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ ابن عباس وعبد اللہ ابن عمر وزید بن ثابت ومعاذ
بن جبل وامثالہم رضی اللہ عنہم فاذا صحت عندک روایتہم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون
العمل بروایتہم اولی من العمل بالقیاس ولہذا روی محمد حدیث الاعرابی الذی کان فی عینہ سوء
فی مسئلۃ القہقہۃ وترک القیاس بہ وروی حدیث تاخیر النساء فی مسئلۃ المحاذات وترک القیاس
وروی عن عائشۃ حدیث القیٔ وترک القیاس بہ وروی عن ابن مسعود حدیث السہو

کتب اصول فقہ کی کما لایخفی علی الماہر حدیث عبداللہ بن عمرؓ و ابوہریرہؓ کی اس باب میں صحیحین میں موجود ہے ہر طرح سے یہہ حدیث صحیح و قابل العمل ہے ۔ کتبہ محمد عبد الاحد گیلانی ۔

فتویٰ جناب مولانا شاہ سید امین الدین صاحب زاہدی الچشتی نور اللہ مرقدہ و غفر ذنوبہ و ستر عیوبہ

سوال

داڑھی رکھنا سنت ہے یا واجب اور مونڈانیوالا عاصی یا فاسق ہے یا نہیں ۔ بینوا توجروا

الجواب

داڑھی رکھنا اور مونچھہ ترشوانا فعل جمیع انبیا علیہم السلام اور ہمارے پیغمبرؐ و صحابہؓ و تابعینؒ و جملہ سلف صالحین کا بطور مواظبت کے ہے شارع نے اس باب مین تاکید شدید کی ہے فقہا نے داڑھی منڈانیکو حرام لکھا ہے ۔ درمختار مین ہے یحرم علی الرجل قطع اللحیۃ یعنی مرد کیلیئے داڑھی منڈانا حرام ہے ۔ اور ہدایہ مین ہے حلق اللحیۃ مثلۃ فی حق الرجال و المثلۃ حرام فحلق اللحیۃ حرام یعنی داڑھی منڈانا مردونکے حق مین مثلہ ہے اور مثلہ حرام ہے پس داڑھی منڈانا حرام ہے ۔ جب یہہ فعل حرام ہے تو داڑھی رکھنا ضرور واجب ہوگا کیونکہ حرام سے بچنا واجب ہے اور عینی شرح ہدایہ مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزوا الشوارب و اعفوا اللحی خالفوا المجوس رواہ مسلم فان المجوس کانوا یحلقون لحاہم و یترکون شواربہم ولا یاخذون منہا شیئا اصلا ۔ امام نووی شرح صحیح مسلم مین ہے وکان من عادۃ الفرس قص اللحیۃ فنہی الشرع عن ذلک مشکوۃ شریف مطبوعہ مجتبائی کے صفحہ ۳۸۰ مین ہے عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلعم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی و احفوا الشوارب ترجمہ روایت ہے ابن عمرؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ مشرکین کی مخالفت کرو ۔ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھین ترشواؤ ۔ اور دوسری فصل مین اوسکے یہہ روایت بھی موجود ہے عن زید بن ارقم ان رسول اللہ

صلعم قال من لم یاخذ من شاربہ فلیس منّا یعنی جو شخص اپنی موچھین نہین ترشتا ہے وہ میرے طریقہ پر نہین دیکھئے یہہ حدیث بھی موجود ہے من طول شاربہ عوقب بثلاث۔ لم ینل شفاعتی۔ ولم یشرب من حوضی۔ وسلط اللہ علیہ منکرا ونکیرا بالغضب یعنی جس نے اپنی موچھین بڑھائی وہ تین طرحکے عذاب مین مبتلا ہوگا۔ میری شفاعت نہ پائیگا۔ میرے حوض کوثر سے نہ پیئے گا۔ اور منکر نکیر کو اوسپر واسطے غضب کے اللہ تعالے امقرر فرمائیگا۔ غور فرمایا جائے کہ اوفروا۔ واحفوا۔ دونون صیغہ امر ہین اور امر کی تعریف یون ہے کہ الامر للوجوب کما تقرر فی الاصول۔ تو بس ان دلائل سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ داڑھی رکہنا واجب ہے اور منڈانا حرام اور فعل حرام کا فاعل فاسق ہے تو داڑھی منڈانیوالا بھی فاسق ہے پس ہر مسلمان پر واجب ہے کہ نبی صلعم کے طریقہ کو اپنا مسلک بنا وسے تاکہ سبب دخول جنت کا اوسکے ہو جیسا کہ اپنے فرمایا۔ من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ نہ کہ طریقہ مشرکین ونصاریٰ ومجوس وغیرہم کا اختیار کرے۔ جنکے مخالفت کا حکم خود آیت قرآنی سے ظاہر ہے۔ یاایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض الخ داڑھی منڈانا گناہ کبیرہ ہے۔ اور یہہ مسئلہ اصول کا ہے کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کبیرہ ہے۔ اور کبیرہ پر اصرار کفر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ نحیف الفقرا والمساکین خادم الطلبہ والعلماء الراسخین عبدہ مسکین **امین الدین** عفا عنہ وعن والدیہ وشیاخہ رب العلمین

تمت

تواریخ وصال فضیلت پناہ معارف دستگاہ سید الاذکیا زین العرفا مولانا مولوی سید شاہ امین الدین احمد زاہدی الچشتی گرم دیوانی رحمۃ اللہ علیہ خلف رشید جناب مولوی سید وزیر الدین صاحب ساکن موضع سیدی بہار۔ ودستگرفتہ عارف باللہ حضرت مولانا محمد حسن صاحب گرم دیوانی چشتی **از کمترین** خادم سنت واہل سنت **عبد الوحید** غلام صدیق رض السنی الحنفی الفردوسی العظیم آبادی منتظم تحفۂ حنفیہ عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۳۱۵ء الحمد و الصلی علی السید الحلیم

تواریخ الجلین

مشوار تہ وفاۃ الحمید فی الکونین ۱۳۱۵ھ ۞ عزیز الطیب والجاہ ۱۳۱۵ھ ۞ عارف الرب مولانا الاریب السید امین الدین الزاہدی ۱۳۱۵ھ۔

برد اللہ العزیز مضجعہ ۱۳۱۵ھ ولنور با علی نورہ مدخلہ ۱۳۱۵ھ

تاریخ اخر

اُم قامت الساعۃ الدھماءُ نفخت
عہدی بہا فی دیار الہند غانیۃ
نعم احدثت وما حدثت فقد فقدت
لخمسۃ وعشرین من ذی قعدۃ جمدت
للنہا امر حسنہم لامرد لہ
فالصبر مفزعنا واللہ مرجعنا
اما علمت امین الدین ان ثلمت
قد کنت فی المصر نصیر الدین فانتشرت
ولن یفیق رسول اللہ جابک بہ
فقال وحیدٌ لکما فی التاریخ مبتہلاً

قبل القیامۃ فی الناقور نفختہا
تخلی وتجلی فتجلو العین جلوتہا
بعلا بہ کان جدوتہا وجودتہا
عین لفیض وعین فاض حبرتہا
ولا تعقب اذ جانت ففتنتہا
والعم عد لا العلی لنعوت علاوتہا
وفاتک الشرع لا تسد ثلمتہا
بک البناء شیر ثمۃ ثم ندوتہا
فانت من جود کسا الدنیا وضرتہا
اتاک من ربک الحسنی وبہجتہا ۱۳۱۵ھ

برادران دینی سے مطالب کی دو دو باتین

اے حضرات ناظرین مجھے اس رسالہ کے طبع کرانے سے کونسا مطلب ہے۔

آپ تو ضرور سمجھہ گئے ہونگے صرف حمایت اسلام و تائید ملت نبی علیہ السلام۔ نہ تو مجھے اس سے اپنی اظہار قابلیت کا شوق ہے اور نہ تو منتفع ہونیکا خیال۔ صرف اپنے مسلمان بھائیونکو چاہ ضلالت مین گرنے نہ دینا اپنا مقصود دلی ہے۔ اپنے کل مسلمان بھائیونسے علی العموم اور علماو راسخین سے علی الخصوص ملتمس ہون کہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کو مدنظر رکہکر اس رسالہ کو ملاحظہ فرماوین اور جہان بمقتضائے بشریت لغزش ہوگئی ہو اوس سے مطلع فرماوین اور وہ حضرات جوکہ تارک شعار اسلام ہین یعنی داڑھی منڈانا اور مونچھہ بڑہانا فعل عصیان نہین سمجھکر مباح جانتے ہین اگر کوئی دلیل اپنے افعال کے ثبوت مین رکہتے ہون تو بسم اللہ پیش کرین اور اگر ہمارے محبیب اس رسالہ کو دیکہکر بھی اپنے ہٹ دھرمی سے باز نہ آوین تو بڑی ننگ وعار کی بات ہے

زیادہ والسلام

جن صاحبونکو جسقدر پرچہ طلب کرنا منظور ہو احقر سے طلب فرماوین۔

المشتہر

سید محمد سلیمان اشرف غفر اللہ ذنوبہ بہار۔ محلہ مرداد

اعلان

مطبع حنفیہ واقع پٹنہ محلہ لودیکٹرہ مین ہر قسم کا کام متعلق انطباع کتب عربی و فارسی و اردو و ناگری و ہندی اور نقشے و فارم و رسید زمینداری وغیرہ بہت عمدگی سے بروقت انجام دیا جاتا ہے علاوہ اسکے ہر قسم کا کاغذ سفید و رنگین فروخت کیا جاتا ہے

جن صاحب کو کوئی بات متعلق مطبع دریافت کرنی ہو مجکو ارقام فرماوین۔

مخزن تحقیق ملقب بہ تحفۂ حنفیہ نامی ایک رسالہ محض بغرض حمایت دین و ملت و حفاظت مذہب اہلسنت و اشاعت مسائل نافعہ و فضائل اخلاقیہ و ترویج نصائح و مصالح دینیہ و دنیویہ بھی ماہوار شائع ہوتا ہے۔

شرح ہدیہ تحفۂ حنفیہ معہ محصول وغیرہ

تفصیل	سہ ماہی	شش ماہی	سالانہ	امرا
شہر	۱۲/	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مفصل	۱۴/	[illegible]	[illegible]	[illegible]

المعـ

خادم سنت و اہلسنت عبد الوحید عظیم آبادی

عرضِ ناشر

حَامِدًا مُسْتَعِينًا وَ مُصَلِّيًا مُسَلِّمًا۔

''دار الاسلام'' نے اُردو زُبان میں وِرثۂ اَسلاف کے اِحیا کا جو عزم کیا تھا، ''المُبین'' کی شان دار اور کام یاب اشاعت کے بعد اِس سلسلہ میں ادارہ کی دُوسری اہم کاوِش فخر المتکلمین پروفیسر علامہ سیّد محمد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ (سابق صدر شعبۂ علومِ اِسلامیہ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ) کی ہی کتابِ مبین ''نزهة المقال فی لحية الرجال'' قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت نصیب یاور ہوئی۔ الحمد لله علی احسانه۔

کتاب سے متعلق دو باتیں عرض کرنی نہایت ضروری ہیں:

1- حضرت فاضل مصنف کی یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے، بلکہ ایک نامعلوم 'مولوی صاحب' کے ایک مضمون بابت ''جوازِ حلق لحیہ'' (داڑھی منڈانے کے جواز) کا تنقیدی تجزیہ ہے۔ دورانِ تحریر ایک جگہ معترض کو ''مولانا آزاد'' (صفحہ 14) کہہ کر مخاطب کرتے ہیں، جب کہ دوسرے مقام پر معترض کی اپنی تحریر جو اسی رسالہ میں شامل ہے، کے آخر میں ''م-ا'' (صفحہ 20) رقم ہے؛ لیکن یہاں ایسے کنایات سے شخصیت کا تعین مشکل ہے۔

2- حضرت سیّد صاحب کے تذکرہ میں اس کتاب کا کہیں کوئی ذِکر نہیں ملتا، نہ ہی مطبوعہ نسخہ میں تواریخ تکمیل وطباعت درج ہیں، مگر قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا پہلا ایڈیشن 1315ھ (8-1897ء) کے لگ بھگ چھپا ہے، کیوں کہ آخر میں مفتی سیّد محمد امین الدین زاہدی رحمۃ اللہ علیہ کی منظوم تواریخ وفات از قاضی عبد الوحید فردوسی رحمۃ اللہ علیہ سے 1315 کا عدد مستخرج ہے۔ لہٰذا پہلی اشاعت 1315ھ یا اس کے بعد ایک دو سال کے فرق سے ہوئی ہوگی، البتہ بعد کے کسی سنہ کا تعین محال ہے۔ بر تقدیر صدق مصنف کی دریافت مطبوعہ کتب میں یہ اوّلین، نیز علی گڑھ آمد کے زمانہ سے پہلے کی تصنیف ہوگی۔

اِن دونوں پہلوؤں پر تحقیق ہونا ابھی باقی ہے۔ اس سلسلہ میں ''مخزنِ تحقیق'' (1315ھ) ملقب بہ ''تحفہ حنفیہ''، پٹنہ کی ابتدائی سالوں کی فائلیں حقائق رسا ثابت ہوسکتی ہیں۔ اربابِ تحقیق اس طرف بھی توجہ فرمائیں۔

فاضل علامہ نے اپنی اس تصنیف میں معترض صاحب کے ایک مضمون کہ دریں رِسالہ موجود نیست، کے 17 مقامات پر گرفت فرمائی ہے، بدیں سبب زیادہ تر ابحاث اُصولی ہیں۔ مصنف کے علاوہ مولانا محمد عبد اللہ گیلانی، سیّد امین الدین زاہدی و دیگر کے فتاویٰ وتنقید بھی اس رِسالہ کا حصہ ہیں۔ اس کی اشاعت سے مقصود صرف سیّد سلیمان اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے آثار کو زِندہ کرنا ہے۔

کتابِ ہٰذا ادارہ کو انجمن نعمانیہ ہند (جامعہ نعمانیہ، لاہور) کے قدیم کتب خانہ سے بہ وساطت مولانا حافظ خادمِ حسین رضوی حفظہ اللہ (ناظم تعلیمات جامعہ نعمانیہ) و مولانا عبد القدیر صاحب دست یاب ہوئی، بایں شرط کہ اِس کتاب کو چھاپ کر ہی اِدارہ کتب خانۂ انجمن نعمانیہ کی کوئی دوسری کتاب حاصل کرنے کا مجاز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام تو تمام ہوا۔ اُمید کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ پھر اس عظیم لائبریری سے کوئی نہ کوئی گوہر نایاب ضرور ہاتھ آئے گا، اِن شاء اللہ۔

اللہ جل وعلا ہماری محنت کو ثمر بار کرے اور مقاصد میں ظفر یاب فرمائے۔

الجاہد فی نشر العلوم

محمد رضاء الحسن قادری

خمیس 15 ذی الحجہ 1430ھ

کتابیاتِ علامہ سیّد محمد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ

۱- المبین:

طبع اول: مسلم یونی ورسٹی پریس، علی گڑھ: ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء | ناشر: محمد مقتدیٰ خاں شروانی |

طبع دوم: مکتبہ قادریہ، لاہور؛ رمضان ۱۳۹۸ھ/ اگست ۱۹۷۸ء (عکسی) | محمد عبدالحکیم شرف قادِری |

{ اضافہ جات: -تبصرہ: نواب حبیب الرحمٰن خاں شروانی، حالاتِ مصنف وتبصرہ: سیّدنور محمد قادِری }

طبع سوم: المجمع الاسلامی، مبارک پور: ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء (عکسی 'دوم')

طبع چہارم: دارالاسلام، لاہور؛ رجب ۱۴۲۹ھ/ جون ۲۰۰۸ء | محمد رضاءالحسن قادِری |

{ چند باتیں: سیّد محمد عبداللہ قادِری، حالاتِ جرجی زیدان، حالاتِ مصنف وتبصرہ: سیّدنور محمد قادِری، تنقید وتبصرہ: ماہ نامہ ''معارف''، اعظم گڑھ ۱۹۳۰ء، تبصرہ: محمد حنیف ندوِی }

۲- النور:

طبع اول: مطبع مسلم یونی ورسٹی اِنسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ: ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء | ناشر: محمد مقتدیٰ خاں شروانی |

طبع دوم: ادارۂ پاکستان شناسی، لاہور: شعبان ۱۴۲۹ھ/ اگست ۲۰۰۸ء (عکسی) | ظہورالدین خاں امرت سری |

{ مقدمہ: سیّدنور محمد قادِری، تکمیل مقدمہ: ناشر }

۳- الرشاد:

طبع اول: مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کالج، علی گڑھ: ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء | ناشر: محمد مقتدیٰ خاں شروانی |

طبع دوم: مطبع خادم التعلیم، لاہور | ناشر ایک ہندو تھا |

طبع سوم: مکتبہ رضویہ، لاہور؛ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ/ مارچ ۱۹۸۱ء | قمرالدین/ عطاءالمصطفیٰ خاں |

{ پیش لفظ: سیّدنور محمد قادِری }

٤- الانہار (تقدیم بر 'مثنوی ہشت بہشت'):

طبع اول: مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کالج، علی گڑھ: ۱۳۳٦ھ/ ۱۹۱۵ء | ناشر: محمد مقتدیٰ خاں شروانی |

طبع دوم: نورِیہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور: ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء (عکسی) | محمد مصطفیٰ/ مختار اشرف رضوی |

{ حالاتِ مصنف ومختصر تعارفِ کتاب: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادِری }

۵- تحقیق 'مثنوی ہشت بہشت':

مشمولہ 'الانہار'

٦-الحج:

طبع اول: مسلم یونی ورسٹی پریس، علی گڑھ: ١٣٤٦ھ/ ١٩٢٨ء [ناشر: محمد مقتدیٰ خاں شروانی]

طبع دوم: سید اکادمی، لاہور: ١٤٠٦ھ/ مارچ ١٩٨٦ء (عکسی) [عطاء المصطفیٰ خاں]

{ تعارف: سیّد نور محمد قادری، اضافہ نقشہ جات وحواشی }

٧-البلاغ:

طبع اول: مطبع احمدی، علی گڑھ { محمد فاروق: بی-ایس-سی }

طبع دوم: ادارۂ پاکستان شناسی، لاہور؛ (زیرِ طبع - متوقع:) ١٤٣١ھ/ ٢٠١٠ء (عکسی) [ظہور الدین خاں امرت سری]

{ ترجمہ اشعارِ فارسی: پروفیسر محمد غضنفر علی وڑائچ، مقدمہ: ڈاکٹر وحید عشرت/ ناشر }

٨-نزهة المقال فی لحية الرجال:

طبع اول: مطبع حنفیہ، پٹنہ [ناشر: قاضی عبد الوحید فردوسی عظیم آبادی]

طبع دوم: دار الاسلام، لاہور؛ ذوالحجہ ١٤٣٠ھ/ دسمبر ٢٠٠٩ء (عکسی) [محمد رضاء الحسن قادری]

٩-تحقیق وحاشیہ بر 'امتناع النظیر':

طبع اول: جادو پریس، جون پور: اگست ١٩٠٨ء

طبع دوم: مرکز تحقیقاتِ اسلامیہ، لاہور؛ رمضان ١٤٢٠ھ/ دسمبر ١٩٩٩ء (عکسی) [مفتی محمد خان قادری/ محمد اسلم شہزاد]

{ التعريف بالمصنّف للعلامة محمّد عبد الحكيم شرف القادری }

١٠-مسائل اسلامیہ:

مرتبہ: مولوی عبد الباسط (علیگ)

طبع: مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کالج، علی گڑھ

نوٹ: مصنف کی دو کتابوں ''السبیل'' اور ''الخطاب'' کے صرف نام معلوم ہوئے ہیں، ہنوز ان تک رسائی نہیں ہوئی، تلاش جاری ہے، جیسے ہی یہ کتابیں ہاتھ لگیں، انھیں معرضِ طباعت میں لایا جائے گا۔ ادارہ

المبینؔ پر اہل علم کے تاثرات

علامہ محمد اقبال: ''المبینؔ میں مولانا نے عربی زبان کے بعض ایسے پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی ہے، جن کی طرف پہلے کبھی میرا ذہن منتقل نہیں ہوا تھا''۔

نواب حبیب الرحمٰن خان شروانی: ''المبینؔ میں عربی زبان کی خصوصیات اس کاوش اور تحقیق سے قلم بند فرمائی ہیں کہ بے مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک ایسا نیا فن مدون فرما دیا ہے، جس کے دُھندلے سے متفرق آثار اگلوں کی تصانیف میں نظر آجاتے تھے...... بے مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک زبان کی حقیقت واضح کرنے کے واسطے جتنے پہلوؤں سے بحث کی جاسکتی ہے، وہ تمام پہلو ان ابواب میں زیر بحث آگئے ہیں۔ صرف سے لے کر معانی کے فلسفہ تک کلام کے تمام مراتب پر بحث کی گئی ہے۔ بحث میں ایک حکیم کی دقت نظر، ایک ادیب کے ذوق، ایک لغوی کی ہمہ گیری سے کام لیا گیا ہے اور جو دعویٰ کیا گیا ہے، اُس کے ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کتاب پڑھنے والوں کے واسطے بلند مرتبہ حکیمانہ مطالب کا ذخیرہ مہیا کیا گیا ہے۔.... المبینؔ کو پڑھ کر واضح ہوا کہ درسِ نظامی نہ صرف استعداد آفریں تھا، بلکہ مجتہدانہ قوت بھی پیدا کرسکتا تھا''۔

پروفیسر براؤن: ''مولانا نے اس عظیم موضوع پر اُردو میں یہ کتاب لکھ کر ستم کیا؛ عربی یا انگریزی میں ہوتی، تو کتاب کا وزن اور وقار بڑھ جاتا''۔

سیّد نور محمد قادری: ''مولانا نے یہ کتاب لکھ کر ثابت کردیا ہے کہ اُردو زبان میں کتنی صلاحیت، جامعیت اور وسعت موجود ہے اور لکھنے والے کو اگر زبان پر عبور ہے اور ذوقِ لطیف سے وافر حصہ ملا ہے، تو وہ لسانیات جیسے مشکل اور دقیق موضوع پر بھی انتہائی جامع کتاب سلیس اور شگفتہ زبان میں لکھ سکتا ہے''۔

محمد حنیف ندوی: ''المبینؔ کی حیثیت ایسے ادبی اور تحقیقی شاہ کار کی ہے، جس میں ایک طرف اگر زبان اور اُسلوب کا اچھا خاصا چٹخارہ پایا جاتا ہے، تو دوسری طرف تحقیق و تفحص کی ایسی نادرہ کاری بھی جلوہ کناں ہے، جو علمی حلقوں سے خصوصی داد پانے کی مستحق ہے''۔

دارالاسلام ——— محمد رضاؔ الحسن قادری

دکان نمبر 5، بیسمنٹ جیلانی سنٹر، احاطہ ...

0321-9425765